تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم | ۸/ اکتوبر ۱۹۹۷ء | مدیر : حافظ عاکف سعید

قرب الٰہی کے دو راستے — اور "قرب بالفرائض" کی فضیلت

مولانا منظور احمد نعمانیؒ کی ایک چشم کشا تحریر "قرب الٰہی کے دو راستے" سے ایک اقتباس

"... اہل ایمان کیلئے تقرب الی اللہ اور دینی و روحانی ترقی کے دو طریقے اور دو راستے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی اصلاح و ترقی اور اپنے ہی نفس کے تزکیہ و تجلیہ میں زیادہ سے زیادہ ساعی رہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی اور معصیات و مکروہات سے اپنے نفس کی حفاظت کا بیش از بیش اہتمام کرتے ہوئے جس قدر بھی ممکن ہو نفلی عبادات و قربات روزہ و نماز اور ذکر و فکر وغیرہ میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہے۔ بعض ائمہ محققین کی اصطلاح کے مطابق اس طریقہ کو "قرب بالنوافل" کہا جا سکتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرائض و واجبات میں گنجائش کے مطابق نفلی عبادات و قربات اور ذکر و فکر میں بھی خاص اشتغال رکھتے ہوئے اپنا زیادہ وقت اخلاص نیت کے ساتھ (یعنی محض رضاء الٰہی اور اجر اخروی کو مطمح نظر بنا کر) دوسرے بندگان خدا کی اصلاح و ہدایت، تعلیم و تربیت اور تبلیغ و نصیحت جیسے کاموں میں اور اعلاء کلمۃ الحق و احیاء شریعت کی کوششوں میں صرف کیا جائے۔ اس طریقہ کو "قرب بالفرائض" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اگرچہ اسلام کے قرون اولیٰ میں سالکین راہ رضا اور طالبین قرب مولیٰ کے لئے یہی عام شاہراہ تھی۔ لیکن بعد کے زمانوں میں کچھ خاص اسباب کی وجہ سے اس راہ پر چلنے والوں کی کثرت نہیں رہی بلکہ معاملہ معکوس ہو گیا۔

"... "قرب بالفرائض" کا یہ راستہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے خواص اصحاب و حواریین کا راستہ ہے۔ اور اس کے مشاغل (تعلیم و تعلم، دعوت و تبلیغ، اصلاح و ارشاد، اور اقامت دین و احیاء شریعت کی کوشش وغیرہ) ان حضرات کے خاص مشاغل ہیں۔ پس اس طریق کو اختیار کرنے والے اور ان کاموں کو سنبھالنے والے بلاشبہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کے اور خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی خلفاء ہیں۔ اگرچہ سیاسی نظام اور سیاسی طاقت والی خلافت ظاہرہ ان کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اصل امانت نبوی کی حفاظت اور تبلیغ و دعوت اور ماننے والوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و ارشاد کا کام بھی بلاشبہ ایک طرح کی خلافت نبوت ہی ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ مقصدی اہمیت اس کو زیادہ حاصل ہے۔ اور بدرجہ احسن اور وسیع پیمانہ پر انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے "خلافت ظاہرہ" مقصود ہوتی ہے۔

نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ یہی غیر سیاسی خلافت (حضرت شاہ ولی اللہ کی اصطلاح کے مطابق خلافت باطنہ) اگر ایک مرکز اور نظام کے ساتھ ہو تو "خلافت ظاہرہ" تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ "استخلاف فی الارض" اور "تمکین دینی" کا انعام فرائض اور انہی خدمات کی انجام دہی پر مرتب ہوتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور یہی اس کی سنت ازلیہ ہے بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا جا سکتا ہے کہ "خلافت نبوت" کے قیام کا صحیح راستہ صرف یہی ہے اور اس طریقہ اور اس ترتیب کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں پر جدوجہد کرنے سے اگرچہ "اپنی حکومت قائم کی جا سکتی ہے لیکن خلافت نبوت قائم نہیں ہو سکتی..."

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

ملائم سنگھ

چند روز قبل ہمارے اخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ سیاچین پر بھارتی وزیر اعظم ملائم سنگھ پاکستانی فوج کو للکارتے رہے لیکن جب اس اشتعال انگیزی کے جواب میں پاکستانی فوج نے فائر کھولا اور گولہ باری شروع ہوئی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور بھگدڑ میں بعض ضروری فائلیں پیچھے چھوڑ گئے۔ "ملائم" کی اصطلاح کسی شخص کی صرف نرم خوئی کا اظہار نہیں کرتی بلکہ اس کے پلپلے پن پر بھی صادق آتی ہے۔ تاہم ہمیں نہ تو بھارتی وزیر دفاع کے پلپلے پن پر حیران ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بھارتی وزیر اعظم کی ملائی پر نہال ہونے کی۔ پاک بھارت تعلقات کوئی معمولی سیاسی چال بازی کا معاملہ نہیں بلکہ ہمارے لئے تو زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ زندگی اسی لئے کہ ہم نے از خود پاکستان بنانے کا مطالبہ کیا تھا للذا اس کی بقا ۱۳ کروڑ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا دوسرا نام ہے۔ اور موت اس طرح کہ اکھنڈ بھارت ہندو دھرم کا حصہ ہے۔ ہندو سکھ اور مسلمان ہزاروں سال اس برصغیر میں اکٹھے رہے۔ دیہات' قصبوں اور شہروں میں بلکہ محلات کی حد تک زندگی بظاہر مخلوط اور مربوط دکھائی دیتی تھی مگر دراصل تہذیب' ثقافت اور تمدن بالکل مختلف تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی کہاوتیں انہی تضادات کی بنا پر رائج ہوئیں۔ اب بھی اگر ہم ایک دوسرے کو نہ سمجھ پائیں اور محض خوش فہمی کے انداز میں عادات و خصائل کے برعکس آس لگاتے اور توڑتے رہیں تو اسے بے شعوری کے سوا کیا کہا جائے۔ اور یہ سہل انگاری ہو بھی ہماری طرف سے جو پہلے ہی کئی بار ڈسے جا چکے ہیں۔ ورنہ ہندو تو اپنے موقف پہ قائم ہے اور پوری طرح مستعد بھی۔ کچھ عرصہ پہلے جب پاکستان اور بھارت کے مابین مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک روز ہمارے حکمرانوں نے خوشی میں پھولے نہ سمائے بیان داغ دیا کہ بھارت نے مسئلہ کشمیر کو متنازعہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور اس کامیابی پر تحسین کے پیغامات نشر ہوئے۔ اگلے ہی روز بھارت وزارت خارجہ کے ذمہ دار افسر نے یہ کہہ کر ہمارے سیاسی غبارے سے ہوا نکال دی کہ اگر پاکستان سے کشمیر کے مسئلے پر بات ہوئی تو آزاد کشمیر کی واگزاری پر ہو گی۔ چند روز بعد خود اندر گجرال بولے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ اس پر ہماری حکومت نے خفت مٹانے کی خاطر یہ اعلان کر دیا کہ ہم بھارت کو مذاکرات سے بھاگنے نہیں دیں گے۔ حال ہی کی بات ہے کہ ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے موقع پر بھارت کو عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش کر دی تو مداحوں نے ان کے موقف کو خوب سراہا مگر بھارتی وزیر اعظم اندر گجرال کا جواب آیا کہ انہیں پاکستان کی جانب سے عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش کا علم نہیں۔ ہماری حکومت یہی کہہ سکی کہ بھارت مکر گیا ہے۔ یہی اندر گجرال ہیں جنہیں میاں نواز شریف نے "شریف انسان" اور "دوست" کے اعزاز سے نوازا تھا۔ چند روز ہوئے ہمارے پریس میڈیا نے بھارتی وزیر دفاع کے سیاچین کے محاذ پر گولہ باری کے نتیجے میں بھاگ نکلنے کی اطلاع دی تھی۔ آج اخبارات نے ان کا یہ بیان شائع کیا ہے کہ "پاکستان ہمارے علاقے میں دہشت گردی کرا رہا ہے۔ وہ باز آجائے ورنہ خطرناک نتیجہ نکلے گا۔ گولہ باری کا جواب دیں گے"۔ اس تمام داستان کے بیان کرنے کا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ بھارت کے بیرونی اور اندرونی پینترے بالکل مختلف ہیں۔ ہندو اگر زبان کا ملائم ہے تو اس کے دل میں ہمارے بارے سخت کوڑھ ہے۔ اگر ماضی کے تجربات ہماری رہنمائی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ہی نظر ڈال لیں شاید کہ ہمیں صحیح فکر نصیب ہو جائے۔ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی آیت ۱۱۸ میں ارشاد ہے (ترجمہ) "اے ایمان والو اپنے دین کے لوگوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)"۔ کیا یہ لمحہ فکریہ نہیں کہ اللہ رب العزت کی اس ہدایت کی موجودگی میں ہمارے لئے بھارت کے سامنے لجاجت کا انداز اپنانے کا کیا جواز ہے۔ ہم اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو فخر محسوس کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ غیر مسلم اپنی محافل میں مسلمانوں کی اجتماعی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمارے قرآن سنانے کے اس عمل کو یقیناً تضحیک و تنقید کا نشانہ بناتے ہوں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ پاک بھارت تعلقات کے موضوع پر قوم کو اعتماد میں لے۔ پارلیمنٹ میں اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے' تمام سیاسی پارٹیوں کے اکابرین کے مشترکہ اجلاس میں مشورہ کیا جائے تاکہ حقیقی معنوں میں قومی نقطہ نظر اپنایا جا سکے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی پوزیشن میں ہے۔ اگر داخلی استحکام بھی نصیب ہو جائے تو سونے پہ سہاگے کا کام کرے گا۔ OO

اطاعت کا قرآنی تصور

امیر تنظیم اسلامی کے ایک درس قرآن سے ماخوذ

صفحات ۴۴ ' قیمت ۔/۷ روپے

اداریہ

عاکف سعید

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں!

حکومت اور عدلیہ کی محاذ آرائی ایک بار پھر جوبن پر ہے۔ دونوں اطراف سے گرما گرم بیانات داغنے کا سلسلہ جاری ہے۔ کارٹونسٹ حضرات کو بھی ایک اچھا موضوع مل گیا ہے۔ ان کے فکر و تخیل کی بلند پروازی اس میدان میں خوب جولانیاں دکھا رہی ہے اور روزانہ کے اخبارات میں اس حوالے سے نہایت دلچسپ کارٹون دیکھنے کو ملتے ہیں۔ گزشتہ ماہ ججوں کی تعداد کے مسئلے پر حکومت کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان سے' جس میں بتایا گیا تھا کہ حکومت نے ججوں کی تعداد میں کمی کا صدارتی نوٹیفکیشن واپس لینے کا فیصلہ کر لیا ہے' محسوس ہوتا تھا کہ اس معاملے میں حکومت گھٹنے ٹیکنے پر آمادہ ہو گئی ہے اور کچھ امید بندھی تھی کہ اس محاذ آرائی میں اب کمی آئے گی لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! ـــــ بعد میں حکومت کی طرف سے اس موقف کے سامنے آنے پر کہ ججوں کی تعداد میں کمی کا فیصلہ پارلیمنٹ کرے گی' اس محاذ آرائی میں پھر شدت آ گئی۔

گو گزشتہ نصف صدی کے دوران ہمارے ملک میں عدلیہ کا کردار کچھ بہت زیادہ قابل رشک نہیں رہا' تاہم یہ ماننا پڑتا ہے کہ بعض مواقع پر عدلیہ نے تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے اور اعلیٰ عدالتوں کے بعض فیصلے بجا طور پر قابل فخر قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ چند ماہ قبل حکومت کے ایک ترجمان کے ایک بیان پر جس کے ذریعے غلط طور پر یہ تاثر دیا گیا تھا کہ نواز شریف حکومت نے سپریم کورٹ میں دائر کردہ وفاقی شریعت عدالت کے بینک انٹرسٹ کی حرمت کے فیصلے کے خلاف اپیل واپس لے لی ہے' سپریم کورٹ کے قابل احترام چیف جسٹس نے بروقت نوٹس لیتے ہوئے اس پر نہایت عمدگی سے گرفت کی تھی اور اس بظاہر خوش کن لیکن نہایت مغالطہ آمیز بیان کا پوسٹ مارٹم کر کے اس کے تار و پود بکھیر دیئے اور اصل حقیقت کو کھول کر رکھ دیا۔ اس نوع کے واقعات جو ہماری عدلیہ کی عظمت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں' مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیاروں میں ہمارے لئے نہایت امید افزا ہیں اور ہمیں ان کے ذریعے حوصلہ ہوتا ہے کہ ہماری خاکستر میں ابھی ایسی روشن چنگاریاں موجود ہیں!!

حکومت اور عدلیہ کی محاذ آرائی کا آغاز اگرچہ ایک چھوٹے سے نکتے یعنی ججوں کی تعداد کے تنازعے سے ہوا تھا لیکن ؎ "ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا' بات پہنچی تیری جوانی تک" کے مصداق اب یہ محاذ آرائی اس اصولی بحث تک جا پہنچی ہے کہ پارلیمنٹ یعنی مقننہ اور عدلیہ میں سے بالادست ادارہ کونسا ہے؟ ـــــ حکومت کا موقف یہ ہے کہ عدلیہ سے متعلق تمام انتظامی فیصلوں کا اختیار جس میں ججوں کی تقرری اور ان کی تعداد کی تعیین کا معاملہ بھی شامل ہے' حکومت اور پارلیمنٹ کو حاصل ہے' گویا بالادست ادارہ پارلیمنٹ ہے جبکہ عدلیہ اس بات کی مدعی ہے کہ آئین کی محافظ ہونے کے ناطے عدلیہ کی حیثیت چونکہ ایک نگران ادارے کی ہے لہٰذا وہ اس بات کا استحقاق ہی نہیں اختیار رکھتی ہے کہ حکومت اور پارلیمنٹ اگر اپنے ان اختیارات سے تجاوز کرنا چاہیں جو ان کے لئے آئین میں معین ہیں تو وہ انہیں ایسا کرنے سے روکے۔ اس اعتبار سے گویا عدلیہ کو مقننہ یا پارلیمنٹ پر ایک نوع کی بالادستی حاصل ہے۔

کسی بھی جمہوری ملک میں بنیادی اہمیت کے اداروں مقننہ' انتظامیہ اور عدلیہ تینوں کا اپنا اپنا کردار ہوتا ہے اور اصل بالادستی آئین کو حاصل ہوتی ہے جس میں ان تینوں اداروں کے حدود و اختیارات معین ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں چونکہ مقننہ اور انتظامیہ باہم گڈمڈ ہیں لہٰذا عدلیہ کے بالمقابل یہ دونوں ادارے متحد نظر آ رہے ہیں۔ تاہم یہ بات خوش آئند ہے کہ آئین کی بالادستی کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ بھی جو اس وقت عدلیہ کی طرف سے نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے ہیں' آئین کی اہمیت اور بالادستی کا اظہار بہت شد و مد کے ساتھ کرتے ہیں اور حکومت اور پارلیمنٹ بھی آئین کے اس مقام مرتبے کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہماری ان دونوں محترم اداروں کے سرکردہ افراد سے استدعا ہے کہ وہ باہمی اختلافات کو خوش اسلوبی سے سلجھانے میں تاخیر نہ کریں ورنہ اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ جگ ہنسائی کا موجب ہو گا ـــــ اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر کرنے اور حریف پر اپنی بالادستی ثابت کرنے کی بجائے آئین پاکستان میں طے شدہ قرآن و سنت کی بالادستی کو موثر بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ پاکستان کی تقدیر اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہمارے قومی انحطاط و زوال اور لاتعداد ناقابل حل قومی مسائل کا اصل سبب اسلام سے دوری اور اللہ اور اس کے دین سے غداری ہے جس کی پاداش میں فعل و عمل کی منافقت ہمارے قومی کردار میں رچ بس گئی ہے۔ یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ اس کے باوجود کہ قرارداد مقاصد آئین کا حصہ ہے' جس میں اللہ کی حاکمیت کا واضح اعتراف و اعلان موجود ہے اور اس کے باوجود کہ آئین میں صاف لفظوں میں یہ دفعہ موجود ہے کہ "یہاں قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جا سکے گی" عملاً قرآن و سنت کی بالادستی کی جانب کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں ہو پائی۔ اس کی سیدھی سی وجہ یہ ہے کہ موجودہ آئین تضادات کا مجموعہ ہے۔ اسلامی دفعات اس میں نیم دلانہ شامل کی گئی ہیں اور انہیں غیر موثر بنانے کے لئے ایسی دفعات بھی دستور میں شامل رکھی گئی ہیں جو قرارداد مقاصد سے متصادم ہیں۔ گویا قول و عمل کا تضاد اور عملی منافقت جو آج ہمارے قومی کردار کا حصہ ہیں' ان کا عکس ہمارے دستور میں بھی موجود ہے۔ ہمارے نزدیک وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اور چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ دونوں اسلام اور پاکستان کے ساتھ خلوص و اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن انہیں جان لینا چاہئے کہ اسلام اور پاکستان کے ساتھ سچے خلوص کا سب سے اہم اور بنیادی تقاضا یہ ہے کہ دستور پاکستان میں موجود ان تضادات کو اولین فرصت میں رفع کیا جائے جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے تاکہ دستوری سطح پر پاکستان ایک صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بن کر اپنے قیام کے پچاس سال بعد صحیح سمت میں اپنے سفر کا آغاز کر سکے۔

اپنی جولانی طبع کے لئے اگر حکومت اور عدلیہ اس میدان کو منتخب کریں تو اس میں ملک و ملت دونوں کا بھلا ہو گا ورنہ جس طرح بے لنگر کے جہاز کی مانند ہم اپنی قومی زندگی کے گزشتہ قیمتی پچاس سال ضائع کر چکے ہیں آئندہ بھی اسی طرح بے مقصدیت کے صحرائے تیہ میں بھٹکتے رہیں گے۔ OO

ایرانی انقلاب یکطرفہ تشدد کے ذریعے انقلابی عمل کی کامیابی کی عملی مثال ہے

تزکیہ و تربیت کے حوالے سے تہجد کے قیام میں قرآنی حکیم کی تلاوت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے

دینی اصطلاح میں جہاد فی سبیل اللہ ایسی کوشش ہے' جو بندۂ مومن اللہ کی رضا کیلئے اس کی باغی قوتوں کو زیر کرنے کیلئے کرتا ہے

"جہاد بالقرآن" کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت کا خطبہ جمعہ

"جہد" کے لفظی معنی ہیں "کوشش" یعنی کسی کام کے لئے محنت کرنا۔ تاہم جب دو افراد یا دو گروہوں کی باہم متضاد اور مخالف کوششیں ایک دوسرے کے مدمقابل آکر ایک دوسرے کو زیر کرنے کے در پے ہوں تو اس کو "مجاہدہ" یا "جہاد" کہتے ہیں۔ دو طرفہ جدوجہد کے لئے فارسی مترادف کشمکش یا کشاکش (to struggle) ہے۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی انداز میں جہاد کر رہا ہے' مثلاً وسائل حیات کے حصول کی جدوجہد! اسلامی اصطلاح میں جہاد کے ساتھ "فی سبیل اللہ" کی قید لگائی جاتی ہے' یعنی وہ کوشش اور کشمکش جو ایک بندہ مومن اللہ کی رضا کے لئے اس کی مخالف قوتوں کو زیر کرنے کی غرض سے کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد میں مرکز اور محور کی حیثیت قرآن حکیم کو حاصل تھی۔ یہی آپؐ کا آلہ جہاد تھا۔ حضور ﷺ کے انقلابی منہج کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں' اولاً اساسی منہج جس کے ذریعے مردان کار تیار کئے گئے اور ثانیاً تکمیلی منہج جس کے ذریعے ان افراد کا باطل کی قوتوں سے تصادم ہوا۔ اساسی منہج میں دعوت' تزکیہ و تربیت اور تنظیم کے مراحل شامل ہیں' اور تکمیلی منہج میں صبر محض' اقدام اور پھر تصادم کے مراحل نظر آتے ہیں۔ حضور ﷺ کے دور میں انقلابی عمل کا آخری مرحلہ دو طرفہ مسلح تصادم کی صورت میں پیش آیا تھا' تاہم آج کے دور میں تصادم کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ انقلابی دعوت لے کر اٹھنے والے خود ہر قسم کا تشدد برداشت کرتے ہیں لیکن جوابی تشدد سے پرہیز کرتے ہیں۔ یک طرفہ تشدد کے ذریعے انقلابی عمل کی کامیابی کی مثال انقلاب ایران ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اساسی منہج میں آلہ جہاد قرآن مجید تھا۔ آپؐ نے اسی کی دعوت دی' اسی قرآن کی طرف اپنے مخاطبین کو بلایا' اسی کی تعلیم دی' اور اسی کے ذریعے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ صحابہؓ کی جس مقدس جماعت نے حضور ﷺ کا ساتھ دیا ان کے نفوس کے تزکیہ اور ان کی تربیت کے لئے بھی اصل ذریعے کے طور پر قرآن حکیم ہی کو استعمال کیا گیا۔ اسی کے ذریعے ذہنوں کی تطہیر ہوئی اور درست فکر کو راسخ کیا گیا۔ اسی قرآن کو نفسانی ترغیبات اور شیطانی وساوس کی مخالفت کے لئے استعمال کیا گیا۔ چنانچہ تزکیہ و تربیت کے ضمن میں تہجد کے طویل قیام اور اس میں قرآن حکیم کی تلاوت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں قرآن و حدیث میں چھ مختلف الفاظ "ب" کے صلے کے ساتھ وارد ہوئے ہیں' یعنی ان کے ذریعے سے جہاد کیا جائے۔

- **جہاد بالنفس** : یعنی اللہ کے راستے میں اپنی جسمانی صلاحیتوں اور قوتوں کو کھپانا۔
- **جہاد بالمال** : یعنی اللہ کے راستے میں مال اور وقت کھپانا تین اصطلاحات حدیث نبویؐ میں نہی عن المنکر کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں۔
- **جہاد بالید** : قوت کے ساتھ بدی سے پنجہ آزمائی کرنا۔
- **جہاد باللسان** : زبان اور قلم کے ذریعے غلط نظریات و تصورات کا ابطال اور صحیح فکر کا احقاق۔
- **جہاد بالقلب** : یعنی دل کے ذریعے بدی کے خلاف مزاحمت کرتے رہنا اور منکرات کے لئے شدید نفرت رکھنا۔ انقلابی عمل کے آخری مرحلے کے لئے قتال فی سبیل اللہ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے جسے ہم جہاد بالسیف سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

اسلامی انقلاب کے لئے مردان کار کی فراہمی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے لئے قرآن کو مرکز و محور بنا کر ایک دعوتی و علمی تحریک اٹھانے کی ضرورت ہے جس کا عنوان "جہاد بالقرآن" ہوگا۔ قرآن کے ذریعے جہاد سے مراد یہ ہے کہ غلط اور گمراہ کن خیالات کے خلاف علمی سطح پر جدوجہد کی جائے اور قرآنی ہدایت کی روشنی میں ان کا سدباب کیا جائے۔ جہاد بالقرآن کے حوالے سے آج کے دور میں پانچ معین محاذ ہیں۔

پہلا محاذ جاہلیت قدیمہ کا ہے' یعنی غیر اسلامی تصورات اور مشرکانہ اوہام و رسومات جو مسلم معاشرے میں در آئے ہیں۔ یہ شرک کی وہ قسم ہے جو دور نبویؐ کے جاہلی عرب معاشرے میں سب سے زیادہ عام تھی' اور یہی وجہ ہے کہ قرآن تکرار و اعادے کے ساتھ اور مختلف اسالیب میں اس نوع کے شرک کی تردید کرتا ہے۔ آج کے مسلمان معاشرے میں مشرکانہ خیالات کی بیخ کنی کے لئے لازم ہے کہ قرآن کے ترجمہ کی زیادہ سے زیادہ ترویج کی جائے۔ واضح رہے کہ مشرکانہ تصورات سے ذہنوں کو پاک و صاف کرنے کے لئے بہت زیادہ علمی کاوش کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ محض قرآن مجید کے سلیس ترجمے کو عام کرنے کی مہم بھی اس ضمن میں کفایت کرے گی۔

جہاد بالقرآن کا دوسرا محاذ جاہلیت جدیدہ ہے' جسے مادہ پرستانہ طرز فکر سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ آج کے دور میں یہ فکر پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے اور مختلف مادہ پرست مفکرین کے خیالات ہمارے ذہنوں پر حاوی ہیں۔ اس محاذ پر بھی ہمارا اصل ہتھیار قرآن مجید ہی ہے۔ تاہم جدید ملحدانہ نظریات کا توڑ قرآن حکیم کی سطح پر نہیں ملتا بلکہ اس کے لئے گہرے تدبر کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ کام اعلیٰ علمی سطح پر تحقیق و تخلیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جہاد بالقرآن کا تیسرا محاذ بے یقینی اور تشکک کی وہ کیفیت ہے جس نے امت مسلمہ کے بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایمان حقیقی کے حصول کا اصل ذریعہ بھی قرآن حکیم ہی ہے۔ اسی کے ذریعے دل پر چھائے ہوئے حجابات اٹھتے ہیں اور یقین کی وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جو عمل صالح کی بنیاد ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خان ؎

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے!
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

جہاد بالقرآن کا چوتھا محاذ نفس پرستی اور شیطانی ترغیبات ہیں۔ نفس انسانی کے داعیات کو حلال کے بجائے حرام کی طرف لے جانے میں بگڑے ہوئے معاشرے اور شیطانی وساوس اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے ذرائع ابلاغ بھی ابلیس کے کارندے بن چکے ہیں۔ اس محاذ پر بھی نفوس کو اطاعت الٰہی کا خوگر بنانے اور معاشرے کے رجحانات کو درست رخ پر ڈالنے کے لئے قرآن کا ہتھیار ہی استعمال کرنا ہوگا تاکہ افراد کے دلوں میں بدی کے خلاف نفرت پیدا ہو اور وہ اس کو کسی بھی صورت میں قبول کرنے سے انکار کردیں۔

جہاد بالقرآن کا پانچواں محاذ فرقہ پرستی ہے۔ اس زہر کا توڑ بھی صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسلمان قرآن حکیم کی طرف دوبارہ رجوع کریں۔ جب وہ قرآن کے قریب آئیں گے تو لازماً باہم ایک دوسرے سے بھی قریب ہوتے چلے جائیں گے۔

ہمارے دور کا سب سے بڑا چیلنج فکر کی تطہیر اور اسے غیر اسلامی فلسفوں سے پاک کرنا ہے۔ یہ عظیم کام صرف قرآن حکیم ہی کی بنیاد پر ممکن ہے، تاہم اس کے لئے ترجمہ قرآن کو عام کرنا کفایت نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے کتاب الٰہی میں غوطہ زنی اور غواصی کی ضرورت ہے۔ آج کے دور میں عربی زبان سیکھنے اور قرآن سمجھنے کے کئی ادارے وجود میں آچکے ہیں۔ ضروری ہے کہ یہ کام صرف تعلیم و تعلم ہی تک محدود نہ رہے بلکہ یہ تحریک و تحرک کی صورت میں بھی ظاہر ہو۔ قرآن کا صرف پڑھنا پڑھانا ہی اصل مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے وہ داعیہ عمل پیدا کرنا مقصود ہے جس کی بدولت دین حق کے غلبے کی جدوجہد کے لئے افراد تیار ہو سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمود سے طوفان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، بلکہ ایک طوفان ہی دوسرے طوفان کا راستہ روکتا ہے۔ ع عشق خود اک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تھام۔

ہمارے سامنے یہ حقیقت موجود رہنی چاہئے کہ دفاع پاکستان کا موثر ترین ذریعہ بھی قرآن حکیم ہی ہے۔ ہم بھارت کا مقابلہ اسلحہ کے میدان میں نہیں کرسکتے۔ اصل فیصلہ کن معرکے فکر کے میدان میں برپا ہوتے ہیں اور یہاں ہمارے پاس ایسا طاقتور فکری اور نظریاتی ہتھیار موجود ہے جو ذہنوں کو فتح کرنے کی بے پناہ قوت رکھتا ہے۔ بقول شاعر ؎

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

کمیشن کی سفارشات کو متفقہ قرار نہیں دیا جا سکتا

روزنامہ خبریں کی امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد سے گفتگو

خواتین کمیشن کی رپورٹ کے بارے میں اخبارات کے ذریعے جو کچھ سامنے آیا ہے وہ بے سروپا ہے۔ یہ واضح نہیں کہ کمیشن کب یا کن مراحل سے گزرا، کون کون سے اراکین نے استعفے دیئے اور کیوں دیئے؟ نہ ہی یہ مواد موجود ہے کہ جن اراکین نے ان سفارشات سے کلی یا جزوی طور پر اختلاف کیا ان کی آراء کیا ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جسٹس (ر) جاوید اقبال بھی اس کے رکن تھے، جنہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ کمیشن میں شامل واحد عالم دین مولانا طاسین صاحب نے رپورٹ کی بہت سی شقوں سے شدید اختلاف کیا ہے جبکہ اخبارات میں شائع شدہ مواد سے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ کمیشن کی سفارشات متفق علیہ ہیں اور یہ یقیناً شعوری یا غیر شعوری طور پر دھوکہ دہی کا معاملہ ہے۔

میری رائے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے قیام کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی ہرگز کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کمیشن کی روح رواں محترمہ عاصمہ جہانگیر اور شہلا ضیاء تھیں جو یک جان دو قالب کی مانند ہیں۔ وہ مغربی تہذیب اور اس کے نظریات و تصورات کی دلدادہ ہی نہیں پرستار بھی ہیں۔ بے نظیر حکومت کے دور میں ان کے حوالے جو کام کیا گیا وہ یقیناً شعوری یا غیر شعوری طور پر اس عالمی تحریک کے مقاصد کو پورا کرتا ہے جو مسلم تہذیب کے آخری حصار اور اس کے بچے کھچے اثرات کو ختم کرنے کے لئے چلائی جا رہی ہے۔

اسقاط حمل کے شرعی طور پر جواز یا عدم جواز کے متعلق عرض ہے کہ میں اسلامی قانون کا ماہر نہیں ہوں، لہٰذا میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا۔ یہ کام وفاقی شرعی عدالت کا ہوگا کہ وہ اس مسئلے کا جائزہ لے کہ اگر حمل کے جاری رہنے میں ماں کی جان کو اندیشہ ہو تو بھی اسقاط جائز ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں؟

اسلام میں خواتین کو خلع کا حق دیا گیا ہے، یہ بھی جائز ہے کہ نکاح کے وقت کسی خاتون کی جانب سے یہ شرط ہو کہ وہ نکاح کے خواہشمند شخص سے نکاح اسی صورت میں کرے گی کہ اسے طلاق کا حق دلایا جائے اسے عام قانون بنا دینا شریعت کی منشا اور ہدایات کے خلاف ہے۔ اس کی وجہ سے ہونے والی طلاقوں کی بھرمار سے خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا۔

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ۳۳ فیصد نمائندگی کا مطالبہ کون سے اعداد و شمار پر مبنی ہے، جہاں تک اسلامی ریاست و سیاست میں خواتین کے عمل دخل کا تعلق ہے۔ بہت سے پہلوؤں میں اختلاف رائے کی بڑی گنجائش ہے۔ ایک بات میرے نزدیک حتمی اور متفق علیہ ہے کہ خواتین کو ووٹ کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

میں اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کرنے کے حق میں ہوں۔ اگر اسے برقرار رکھا جائے اور کوئی خاتون دین و شریعت سے گہری اور مستند واقفیت رکھنے والی ہو تو اسے میرٹ کی بنیاد پر کونسل میں شریک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

میرے خیال میں شناختی کارڈ پر تصویر کو لازمی نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ انگوٹھے کے نشان کے ذریعے بھی شناخت ہو سکتی ہے۔ اس میں کسی غلط بیانی پر بھاری سزا رکھی جائے۔

بیوی کی مرضی کے بغیر ازدواجی تعلقات پر مردوں کو عمر قید، یہ بنیادی طور پر نہایت غلط اور ازدواجی نظام کی روح کے بالکل منافی اور خاندانی نظام کے لئے مہلک ہے۔

(سنڈے میگزین، ۲۸ ستمبر ۹۷ء)

امیر تنظیم اسلامی کا ایک اہم خط

بنام جملہ ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی

ذیل میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ' کا جو مکتوب شائع کیا جا رہا ہے اس کے مخاطب اگرچہ صرف تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء ہیں جن کا ایک کل پاکستان مشاورتی و تربیتی اجتماع اواخر اکتوبر میں منعقد ہونے والا ہے' لیکن اس خط کا بڑا حصہ چونکہ امیر محترم کی صحت کی موجودہ صورت حال اور گھٹنوں کے آپریشن کروانے کے ضمن میں ان کے آئندہ پروگرام پر مشتمل ہے لہٰذا جملہ احباب کے افادے کی خاطر جن میں تنظیم اسلامی کے رفقاء' انجمن خدام القرآن کے وابستگان اور تحریک خلافت کے معاونین ہی نہیں' وہ بے شمار احباب بھی شامل ہیں جو آڈیو / وڈیو کیسٹوں کے ذریعے خطبات جمعہ یا دروس قرآن کے حوالے سے امیر محترم سے غائبانہ طور پر متعارف ہوئے ہیں اور انہیں امیر محترم کی صحت کے بارے میں تشویش رہتی ہے' اس مفصل مکتوب کو شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ وہ امیر تنظیم کے لئے صحت و عافیت کی دعا کو اپنی معمول کی دعاؤں میں مستقلاً شامل کر لیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مجھے خوب اندازہ ہے کہ آپ میں سے اکثر کو اپریل ۹۷ء کے مشاورتی اجتماع کے بعد صرف چھ ماہ کے فصل سے اواخر اکتوبر میں دوسرا اجتماع' ـــــ اور وہ بھی چھ دنوں پر محیط ـــــ نہایت غیر متوقع ہی نہیں کسی قدر "شاق" بھی محسوس ہوا ہوگا ـــــ خود میرے اپنے ٹائم ٹیبل میں بھی اس کے لئے اپریل ۹۸ء ہی کا وقت طے تھا۔ لیکن میری صحت سے متعلق بعض ایسی چیزیں سامنے آئی ہیں کہ جن کی بنا پر یہ تبدیلی ناگزیر ہے!۔

جیسے کہ آپ کے علم میں ہوگا اس وقت میرے اصل عوارض تو دو ہی ہیں: ایک ہائی بلڈ پریشر جو لگ بھگ دس بارہ سال سے ہے۔ اگرچہ ادویات کے ذریعے کنٹرول میں رہتا ہے۔ اور دوسرے میرے گھٹنوں کا Osteo-arthritis جس کا آغاز نومبر ۹۱ء میں بعض رفقاء و احباب کے رویئے کے ضمن میں ایک عظیم صدمے سے ہوا تھا' لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صدمے کے ذہنی اور نفسیاتی زخم تو مندمل ہوتے چلے گئے لیکن گھٹنوں کا جسمانی عارضہ مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ غالباً ۹۳ء میں ان کا پہلا آپریشن صرف "سادہ صفائی" کا ڈاکٹر عامر عزیز صاحب نے کیا تھا۔ جس سے بہت عارضی سا افاقہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت تجویز کر دیا تھا کہ اس کا وہی صفائی والا آپریشن ایک "منی کیمرہ" گھٹنوں میں داخل کر کے ہونا چاہئے جو اس وقت لاہور میں نہیں ہو سکتا تھا ـــــ چنانچہ ۹۴ء میں یہ آپریشن نیو جرسی (امریکہ) میں ہوا۔ لیکن سرجن (ڈاکٹر محمد شفیع) نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس سے کوئی مستقل فائدہ نہیں ہوگا۔ ہاں چند ماہ کے لئے کچھ Releif مل جائے گا۔ اور آپ کو جلد ہی "Total Replacement" کا بڑا آپریشن کرانا ہوگا۔ میں چونکہ اس سال امریکہ رمضان مبارک میں انگریزی میں دورۂ ترجمہ قرآن ریکارڈ کرانے کی نیت سے گیا تھا اس لئے میں نے عارضی Releif کو بھی غنیمت سمجھتے ہوئے وہ آپریشن کرا لیا۔ لیکن افسوس کہ اس سے مجھے عارضی آرام بھی حاصل نہ ہو سکا ـــــ لہٰذا میں دورۂ ترجمہ قرآن بھی ریکارڈ نہ کرا سکا۔ ڈاکٹر شفیع صاحب نے میرے گھٹنوں کی جو اندرونی کیفیت کیمرے کے ذریعے براہ راست دیکھ لی تھی اس کے پیش نظر کہا کہ "مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ آپ چل پھر کس طرح رہے ہیں!" تاہم میں اس کے بعد بھی اللہ کے فضل اور ادویات کے بل پر "چلتا" رہا ـــــ اور الحمد للہ کہ دین کا کام بھی جاری رہا! چنانچہ مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا انگریزی میں مکمل درس بھی ریکارڈ ہو گیا۔ اور نصف قرآن کا انگریزی میں "دورۂ ترجمہ" بھی!

دافع درد ادویات میں سے صرف "Voltaren" سے مجھے اتنا Releif ملتا ہے کہ درد برداشت کی حد کے اندر اندر رہے اور میں کام جاری رکھ سکوں۔ لیکن خود مجھے بھی معلوم تھا اور دوسرے ڈاکٹر احباب بھی Warn کرتے رہتے تھے کہ اس کے معدے اور گردوں پر مضر اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ تاہم میں مقصد زندگی کی دھن میں اس اندیشے کو نظرانداز کرتا رہا ـــــ تا آنکہ غالباً وسط ۹۵ء میں خانیوال میں مجھے خون آلود قے آئی ـــــ جو گویا معدے کی جانب سے سرخ جھنڈی کی حیثیت رکھتی تھی۔ لہٰذا خیال ہوا کہ کچھ عرصہ ادویات پر انحصار کم کرنے کے لئے ایک بار پھر کیمرہ کے ساتھ صفائی والا آپریشن کرا لیا جائے' جو اب پاکستان میں بھی ہونے لگا تھا۔

چنانچہ یہ آپریشن تھا جو نومبر ۹۵ء میں ڈاکٹر عامر عزیز صاحب ہی نے اتفاق ہسپتال میں کیا۔ جس کے دوران عارضی طور پر میرا قلب "فیل" ہو گیا۔ اور بے چارے عامر عزیز صاحب اور ان کے دیگر رفقائے کار پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ مجھے تو ان حضرات نے گہری نیند سلا دیا تھا لہٰذا مجھے کچھ معلوم نہیں کیا ہوا ـــــ لیکن جو کچھ ان پر بیتی ہوگی اس کا اندازہ مجھے اس سے ہو جاتا ہے کہ جب بھی اس کا تذکرہ عامر عزیز صاحب کے سامنے ہوتا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کے اعصاب پر اندرونی طور پر لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ تاہم اس وقتی حادثہ کے بعد مجھے کچھ نہ کچھ Releif ضرور ملا۔ چنانچہ دسمبر ۹۵ء میں میں نے بحمد اللہ بھرپور عمرہ بھی کیا ـــــ اور پھر ۹۶ء میں چار بار امریکہ کا سفر بھی کیا۔

لیکن اوائل ۹۷ء ہی سے میری تکلیف میں پھر شدت پیدا ہو گئی۔ جس کی بنا پر مجھے امریکہ سے فوری طور پر واپس آنا پڑا۔ حالانکہ میں وہاں اس نیت سے گیا تھا کہ رمضان مبارک کے دوران بقیہ نصف قرآن کا دورۂ ترجمہ انگریزی بھی ریکارڈ کرا دوں۔ نتیجتاً وہاں سے واپس آتے ہی بڑے آپریشن کا حتمی فیصلہ بھی کر لیا گیا اور یہ بھی طے کر لیا گیا کہ یہ پاکستان ہی میں ہوگا۔ اور ڈاکٹر عامر عزیز خاں ہی کریں گے۔

لیکن پھر اس میں دو اسباب سے التواء ہو گیا۔ ایک مجھے از خود ہی کچھ درد کی شدت

میں کمی محسوس ہوئی (اور یہ غالباً آپریشن کے نفسیاتی خوف کے باعث تھا!) اور دوسرے ایک ریٹائرڈ بریگیڈیئر عبدالمجید صاحب نے نہایت اصرار (بلکہ الحاح) اور حد درجہ شفقت اور محبت کے ساتھ کہا کہ صرف تین ماہ میرا علاج کرلیں۔ وہ یہ علاج امریکہ میں اس وقت بہت مقبول عام Herbal اور Nutritional ادویات کے ذریعے کرتے ہیں۔ بریگیڈیئر صاحب خود تو صرف "تجربہ کار" ہیں ڈاکٹر نہیں، لیکن ان کے ایک صاحبزادے نے جو باضابطہ تعلیم یافتہ ڈاکٹر ہیں ان کے علاج کی تاثیر کی بڑی زوردار گواہی دی۔ بہرحال گزشتہ لگ بھگ چار ماہ سے یہ ادویات زیر استعمال ہیں لیکن ان سے عام صحت میں کچھ بہتری اور قوت کار میں کسی قدر اضافہ تو ہوا ہے گھٹنوں کی تکلیف میں سرمو افاقہ نہیں ہوا۔

اس دوران میں ایک تو ایک بالکل نیا عارضہ پیدا ہوا ــــ دوسرے دس بارہ سال قبل کے خوفناک عارضے نے دوبارہ سر اٹھایا ــــ اور تیسرے Voltaren کے مضر اثرات کا ظہور زیادہ نمایاں ہوگیا۔

- نیا عارضہ اواخر اپریل ۹۷ء کے "ہفتہ تقریبات انجمن و تنظیم" کے فوراً بعد مرکزی شوریٰ کے اجلاس کے دوران ہوا۔ یعنی بخار کے ساتھ مثانے اور پیشاب کی نالی میں شدید تکلیف ــــ اور پیشاب کا خطا ہو جانا۔ جس سے Prostate کے Cancer کا اندیشہ ہوا۔ تاہم تفتیش پر یہ تو اطمینان ہوا کہ اس غدود میں کینسر نہیں ہے، لیکن ادویات کا ایک نیا مستقل کھاتہ بھی کھل گیا ــــ اور پیشاب کے "کنٹرول" کے ضمن میں ایک مستقل "بے اعتمادی" کی سی کیفیت بھی پیدا ہوگئی۔
- پرانا عارضہ جو اولاً حالیہ سفر امریکہ کے دوران لاس اینجلز میں عود کرتا نظر آیا وہ کمر کی وہ تکلیف تھی جو ۸۵۔۸۶ء میں پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہوئی تھی (جس کی بنا پر ایک بار مجھے کراچی سے لاہور سٹریچر پر لایا گیا تھا۔) اور ثانیاً گڑھی شاہو میں توسیعی مشاورت کے اجلاس کے بعد دوبارہ اس کی سرخ بتی روشن ہوئی ــــ پہلے موقع پر مجھے پیشاب کی حاجت پوری کرنے کے لئے شدید تکلیف برداشت کرتے ہوئے تیز تیز چلنا اور سیڑھی اترنا پڑی تھی ــــ اور دوسرے موقع پر میں اجلاس مشاورت کے بعد خواہ مخواہ کے جوش میں مرکزی دفتر کی بالائی منزل تک جانے کے لئے خاصی بلند اور بے ہنگم سیڑھی چڑھ گیا تھا! ــــ
- voltaren کے مضر اثرات کے ضمن میں اب معدہ پر بھی مستقل اثر واقع ہوچکا ہے، یعنی کہاں تو وہ عالم ہوتا تھا کہ "لکڑ ہضم پتھر ہضم" کہاں یہ صورت کہ اب ذرا سی بے احتیاطی بھی سخت تکلیف کی موجب ہو جاتی ہے، اور خالی معدے کی حالت میں بھی ہلکا سا درد اور متلی سی محسوس ہوتی رہتی ہے ــــ لیکن اس سے کہیں زیادہ تشویش ناک معاملہ یہ ہے کہ گردوں کا فعل متاثر ہو رہا ہے۔ اور خون میں "Creatinine" کا Level بڑھ رہا ہے۔ جو نہایت قابل حذر بات ہے۔

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اب میرے گھٹنوں کا بڑا آپریشن یعنی "Total Replacement" ناگزیر ہے۔ یہاں تک کہ حالیہ سفر امریکہ کے دوران ایک بار تو میں نے احباب کے شدید اصرار پر یہ بھی کہہ دیا تھا کہ "ٹھیک ہے میں کل ہی آپریشن کے لئے تیار ہوں"۔ لیکن پھر ضروری سمجھا گیا کہ آپریشن کے موقع پر میری اہلیہ اور کسی نہ کسی ایک بیٹے کا موجود ہونا ضروری ہے ــــ الغرض معاملہ فوری طور پر تو ملتوی ہوگیا۔ تاہم اس پر سب کا "اجماع" ہے کہ اب زیادہ تاخیر درست نہیں ہے!

ادھر آپریشن کے ضمن میں دوبارہ سب سے اہم اختلافی مسئلہ تو یہ اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ یہ پاکستان میں ہو یا امریکہ میں۔

امریکہ کے جملہ احباب بضد ہیں کہ آپریشن وہیں کرایا جائے اور ان کے دلائل کا انکار ممکن نہیں ہوتا۔ ادھر میری اہلیہ اور بچے مصر ہیں کہ اولاً تو آپریشن سے مزید گریز ہی کیا جائے، اور زندگی کے معمولات میں سے حرکت اور سفر کو بالکل نکال کر صرف قرآن اکیڈمی میں ہی "مقید" رہ کر دین کی جو خدمت بھی بن آئے کی جائے تاکہ مضر ادویات کم سے کم استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ اور بصورت دیگر آپریشن کرانا ہی ہو تو وہ یہیں پاکستان میں ہو! ــــ تیسری جانب میں خود بھی نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کی فہرست میں شمار کیا جاؤں جن کا علاج صرف یورپ یا امریکہ ہی میں ہو سکتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اہم مسئلہ اخراجات کا بھی ہے۔ اگرچہ امریکہ کے احباب مصر ہیں کہ یہ سارا بوجھ وہ بخوشی برداشت کرلیں گے۔ بلکہ کیلیفورنیا کے شہر Frezno میں تو (جہاں میں نے ایک روز آپریشن کے لئے آمادگی بھی ظاہر کردی تھی) برادرم ڈاکٹر محمد اشرف (کارڈیالوجسٹ) نے سرجن سے بھی بات کرلی تھی اور وہ بغیر فیس کے آپریشن پر آمادہ تھے، مزید برآں معلوم ہوا کہ وہاں "فزیوتھراپی" کے انچارج میرے جماعت اسلامی کے دور کے دیرینہ کرم فرما چودھری محمد اشرف باجوہ مرحوم کے فرزند ارجمند ڈاکٹر سکندر باجوہ ہیں (ان سے بھی ملاقات ہوئی، نہایت ہنس مکھ نوجوان ہیں اور پوری تندہی اور دلی مسرت کے ساتھ "خدمت" پر آمادہ!!) مزید برآں امریکہ کے اس نسبتاً چھوٹے سے شہر میں حسن اتفاق سے پاکستانی ڈاکٹروں کا اتنا بڑا جمگھٹا ہے کہ مقامی ہسپتال پر تقریباً ان ہی کا قبضہ ہے! ــــ اس سب کے باوجود میں خود بھی، لیکن مجھ سے کہیں زیادہ میرے اہل خانہ احباب کا اتنا بڑا "احسان" برداشت کرنے پر آمادہ نہیں ہیں!

ادھر خود پاکستان میں عزیزم ڈاکٹر عامر عزیز خان کے فیس لینے کا تو کیا سوال وہ "Artificial Joint" بھی اپنی جیب سے خریدنے پر مصر ہیں ــــ تاہم یہ سب بھی
ع "احساس خودی پر ہوتی ہے اک بوجھ نگاہ لطف و کرم!" کے مصداق میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے ایک "بوجھ" ہی ہوگا۔

اس معاملے کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان میں میرا یہ آپریشن سوائے عزیزم ڈاکٹر عامر عزیز خان کے اور کسی سے کرانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اولاً اس لئے کہ وہ میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر عارف رشید کے کلاس فیلو رہے ہیں اور اس طرح گویا میرے بیٹوں کے مانند ہیں ــــ اور ثانیاً اس لئے کہ وہ نہ صرف انجمن خدام القرآن سے وابستہ ہیں بلکہ انہوں نے ایک سالہ "رجوع الی القرآن کورس" کی بھی تکمیل کی ہے۔ ادھر اگرچہ خود وہ تو نومبر ۹۵ء والے حادثے کے باوجود مجھ پر "ہاتھ ڈالنے" کے لئے بالکل آمادہ ہیں، تاہم میرا ذاتی احساس ہے کہ اس میں انہیں اندرونی طور پر خفیف سی نفسیاتی ہچکچاہٹ کا سامنا ہے! (واللہ اعلم!)

ان حالات میں اگرچہ پاکستان یا امریکہ کا حتمی فیصلہ تو میں خود یا میرے اہل خانہ ہی کریں گے (بمصداق الفاظ قرآنی: ﴿واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض في كتب الله﴾ الانفال: ۷۵) تاہم آپ حضرات سے استصواب بھی یقیناً موجب خیر و برکت ہوگا! خصوصاً اس اعتبار سے کہ امریکہ کے رفقاء و احباب کی ترجمانی اور نمائندگی کے لئے اب وہاں کے سب سے بڑے SPOKESMAN یعنی ڈاکٹر فرخ خاں صاحب بھی رجوع الی القرآن کورس میں شرکت کے لئے پاکستان آچکے ہیں!

آپریشن کے ضمن میں اس امر پر بھی تقریباً اجماع ہے کہ دونوں گھٹنوں کا بیک وقت نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یکے بعد دیگرے کا معاملہ لازمی ہے۔ اور ہر آپریشن کے لئے ہسپتال میں تو اگرچہ زیادہ قیام ضروری نہیں ہوگا لیکن Physio Therapy کے خاصے طویل اور تکلیف دہ مرحلے سے بھی گزرنا ہوگا اور تقریباً تین ماہ تک کوئی سفر نہیں کیا جاسکے گا۔

اور آخری بات یہ کہ ڈاکٹر عامر عزیز صاحب کے الفاظ میں: "یہ آپریشن قلب کے "Bye-Pass" آپریشن سے ہرگز کسی طرح کم نہیں ہے!"

یہ ہے وہ پس منظر جس میں میں شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ اب بلا تاخیر تنظیم اسلامی کی امارت کے ضمن میں اپنی "جانشینی" کا حتمی اور آخری فیصلہ کر لوں ــــــ!

یاد ہو گا کہ اپریل ۹۵ء میں تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کے مشاورتی اجتماع میں یہ فیصلے کر لئے گئے تھے کہ : (i) میرے بعد بھی تنظیم کا نظام بیعت ہی کی اساس پر قائم رہے گا۔ اور (ii) اپنے جانشین کا فیصلہ میں خود کروں گا ــــــ اور اسے ایک وصیت کی صورت میں لکھ کر محفوظ رکھوں گا جس پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی بھی کرتا رہوں گا ــــــ بحمد اللہ تا حال اس پر عمل ہو رہا ہے۔

لیکن اب ایک تو مجھے اپنی طبیعت کا رجحان و میلان اس جانب محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنے جانشین کا اعلان اپنی زندگی ہی میں کر دوں اور اپنی بقیہ مہلت عمر کے دوران اسے نائب امیر کی حیثیت سے ساتھ رکھ کر حتی الامکان Train کرنے کی کوشش کروں۔ لیکن میں اس معاملے میں آپ حضرات سے بھرپور استصواب کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

دوسری اور اہم تر بات یہ ہے کہ اپریل ۹۵ء میں اپنے جانشین کے لئے جو رائے میں نے آپ حضرات سے حاصل کی تھی اولاً تو وہ بالکل اچانک سا معاملہ بن گیا تھا اور ثانیاً اس کا طریق کار بھی ایسا نہیں تھا کہ جس کی بنا پر موصولہ آراء پر پورا بھروسہ کیا جا سکے۔

بنا بریں واقعہ یہ ہے کہ میں تا حال اس معاملے میں سخت متردد ہوں اور چاہتا ہوں کہ آخری فیصلے سے قبل آپ حضرات کی پوری طرح سوچی سمجھی آراء سے اطمینان بخش حد تک مستفید ہو سکوں!

چنانچہ اس کے لئے حالیہ توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک تفصیلی طریقہ کار بھی طے کر لیا گیا ہے جس میں آراء کے حصول سے قبل بعض سینئر اور معمر رفقائے تنظیم (جیسے شیخ جمیل الرحمٰن صاحب بھولا والے اور جناب سراج الحق سید صاحب) کی جانب سے رفقاء تنظیم کی اصولی رہنمائی کا اہتمام بھی شامل ہو گا۔ اور ان نمایاں رفقاء تنظیم کے مفصل خطابات کے علاوہ ان پر "جرح" بھی شامل ہو گی جن میں سے کسی پر میری جانشینی کی ذمہ داری کا بوجھ آنا متوقع ہو ــــــ اور ظاہر ہے کہ ان جملہ امور کے لئے وقت کافی کھلا درکار ہو گا!۔

چنانچہ بنیادی طور پر ان ہی امور کے لئے میں نے آپ کو ۲۶/ اکتوبر تا یکم نومبر لاہور آنے کی زحمت دی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس اہم اور نازک مرحلے کو بخیر و خوبی طے کرا دے ــــــ اور میں اپنی بتیس سالہ مساعی کے اصل حاصل یعنی تنظیم اسلامی کو' جو بحمد اللہ گزشتہ بائیس برس کے دوران اکا دکا اشخاص کے استعفے یا اخراج کے علاوہ کسی بڑے خروج و اخراج کے حادثے سے محفوظ رہی ہے' بغیر کسی خلفشار یا انتشار کے ثابت و سالم صورت میں اگلی نسل کو منتقل کر دوں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز!

آپ حضرات کے احساس ذمہ داری سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ بغیر کسی شدید اور قطعی طور پر ناقابل عبور مجبوری کے محض تساہل کی بنا پر عدم شمولیت کی راہ اختیار نہیں کریں گے اور شمولیت کے ضمن میں متعلقہ نظم کی جانب سے موصول ہونے والی جملہ ہدایات پر پوری طرح کاربند رہیں گے ــــــ کیا عجب کہ یہ میری آپ حضرات کے ساتھ آخری مفصل ملاقات اور طویل صحبت ہو! فقط والسلام

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

لاہور ۳۰ ستمبر ۹۷ء

پس نوشت : الفاظ قرآنی: "وما تدری نفس ماذا تکسب غداً' وما تدری نفس بای ارض تموت" (لقمان : ۳۴) کے مطابق نہ تو یہ معلوم ہے کہ موت کب اور کہاں واقع ہو گی' نہ یہ کہ کل صحت کا حال کیا ہو گا ــــــ تاہم ظاہری احوال کے اعتبار سے میرا اپنا شیڈول یہ ہے کہ : (i) مجوزہ اجتماع کے فوراً بعد ۶/ تا ۱۱/ نومبر کراچی میں رہوں گا۔ (ii) بعد ازاں ۱۲/ تا ۱۹/ لندن میں گزاروں گا (ممکن ہے کہ ان میں سے دو دن کے لئے ناروے کا چکر لگا لوں تاکہ برادرم عبد الرحمٰن غوث کی دیرینہ خواہش پوری ہو جائے) ــــــ (iii) جمعہ ۲۱/ تا سوموار ۲۴/ پانچ دن رٹگرز یونیورسٹی (نیو جرسی) کے نوجوان رفقاء تنظیم کے حوالے کر دوں۔ پھر (iv) جمعہ ۲۸/ نومبر تا سات آٹھ دسمبر ہیوسٹن میں تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے سالانہ اجتماع اور اس کے بعد اجلاس شوریٰ وغیرہ میں شرکت کروں۔ پھر (v) واپس پاکستان آ کر ۱۵/ تا ۲۲/ دسمبر ڈھاکہ کا سفر کروں (جس کے لئے حال ہی میں کراچی کے معروف سیاسی کارکن اور صحافی جناب ظفیر احمد صاحب اور جناب ایس ایچ شریف صاحب' سیکرٹری جنرل' "پاکستان سٹیزنز نیشنل کمیٹی فار ریپیٹری ایشن آف سٹرینڈڈ پاکستانیز" بہت زور دار دعوت دے گئے ہیں!) ــــــ پھر (iv) اب بقیہ زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ جنوری ۹۸ء کے دوران رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کی از سر نو ان جدید کیمروں کے ذریعے ویڈیو ریکارڈنگ کرا دوں جن سے تیار ہونے والے ویڈیو سیٹلائٹ تک سے نشر کئے جا سکیں اور اس کے بعد (vii) فروری میں "بنام خدا اپریشن" خواہ امریکہ میں خواہ پاکستان میں!! ــــــ بہرحال یہ ہے میری آرزو اور نیت' باقی ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا اور ہم بھی ان شاء اللہ اسی پر راضی رہیں گے!

ان شاء اللہ کل اتوار 5/ اکتوبر کو دس بجے صبح
الحمراء ہال نمبر 1 شارع قائد اعظم میں

ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

پاکستان کی اصل اساس
اور اس کے
استحکام کا واحد سہارا
جس سے گریز اور انحراف کا لازمی منطقی نتیجہ
تدریجی خودکشی ہے!

کے موضوع پر مفصل خطاب کریں گے اور اس کے بعد بعض اصحاب علم و دانش پر مشتمل پینل کے سوالات کے جواب دیں گے۔

پاکستان اور بھارت دونوں کو اعتدال کی راہ اختیار کرنا ہو گی

نواز شریف اگر یہ توقع کرتے ہیں کہ اقتصادی بحالی میں امریکہ ہماری مدد کرے گا تو یقیناً وہ مہاجن ذہنیت سے ناآشنا ہیں

اسلامی فلاحی ریاست قائم کر کے اسلام کے حسین چہرے کی نقاب کشائی کی جائے تاکہ اس کی تمازت سے خطہ ارضی منور ہو سکے

وزیر اعظم کے دورۂ امریکہ کے حوالے سے مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

اقوام متحدہ کی ۵۲ ویں سالگرہ کے موقع پر جنرل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھارت کو عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش کی ہے۔ علاوہ ازیں ایٹمی اور بلیسٹک میزائلوں کے میدان میں بھی باہمی معاہدوں کی پیشکش کی اور کہا کہ بھارت واضح کرے کہ ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار وہ کس حد تک بنا چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بھارت نے ایسا نہ کیا تو پاکستان کو حق حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی نقطہ نظر قائم کرے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر اگر کشمیریوں کی مرضی کے مطابق حل کر لیا گیا تو اس سے نہ صرف برصغیر بلکہ تمام دنیا کے ممالک کو فائدہ پہنچے گا۔ بھارت کو کشمیر میں مظالم بند کر دینے چاہئیں اور فوجوں کو مقبوضہ کشمیر سے نکالنے کے لئے ایک میکنزم تشکیل دینا چاہئے۔ کشمیر میں پاکستانی مداخلت کے بھارتی الزام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ بھارت صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے اقوام متحدہ کے مبصرین کو آنے دے۔ انہوں نے پاکستان اور بھارت کے مابین برابری اور باہمی تعاون کی بنیاد پر تعلقات کی ضرورت پر زور دیا۔ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کی تعداد میں مجوزہ اضافے کو نواز شریف ادارے کے لئے ضرر رساں قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کے پاس ویٹو پاور کا ہونا جمہوریت کی روح کے خلاف ہے اگر اس میں توسیع کی گئی تو یہ اس ادارے کی بدقسمتی ہو گی۔ یہ امتیازی حق اقوام متحدہ کے جمہوری چارٹر سے متصادم ہے' اس سے سلامتی کونسل کی افادیت منجمد ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سلامتی کونسل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے دنیا کے تمام ممالک کو اعتماد میں لیا جانا چاہئے۔ اقوام متحدہ کے مالی بحران کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تمام ممالک کو بجٹ کے معاملے میں تعاون کرنا چاہئے اور اپنی مالی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ اس ضمن میں متعلقہ ممالک کی صلاحیت کو مد نظر رکھنا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بھی اقوام متحدہ کی طرح اپنی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اصلاحات اور ترتیب نو کے عمل سے گزر رہا ہے اس ضمن میں ہم اسلام کے زریں اصولوں سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں' جو انصاف مساوات اور انسانی حقوق خصوصاً خواتین اور اقلیتوں کے بنیادی حقوق کو مرکزی حیثیت دیتا ہے' اسلام باہمی امتیازات کا قائل نہیں۔ اپنی حکومت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم نواز شریف نے کہا کہ ہمیں وراثتی طور پر سیاسی' اقتصادی اور معاشی مسائل ملے ہیں۔ ہم مالیاتی توازن کو بحال کرنے کے لئے' کرپشن' منشیات فروشی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے خصوصی اقدامات کر رہے ہیں۔ ہم مستقبل سے پر امید ہیں خوش قسمتی سے ہمارے عوام محنت اور مہارت کا گر جانتے ہیں۔ ہم جنوبی ایشیا سے مہلک ہتھیاروں کی دوڑ کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ یہ علاقہ جہاں دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ آباد ہے۔ یہاں کے لوگ غربت اور پسماندگی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میں بھارت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ علاقہ کے لوگوں کو غربت اور جہالت سے نکالنے کے لئے ہمارے ہاتھوں میں ہاتھ دے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں کوئی گروپ پاکستان کا چہیتا نہیں ہے۔ پاکستان کی خواہش ہے کہ اقوام متحدہ کے زیر انتظام تمام گروپ مذاکرات کی میز پر آ جائیں اور ۲۰ سالہ جنگ کا خاتمہ ہو اور افغانستان میں مستقل امن قائم ہو سکے۔ پاک بھارت مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ ہم نے اقتدار میں آتے ہی مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا تھا اگر بھارت خلوص کا جواب خلوص سے دے گا تو مذاکرات کی کامیابی کی راہ نکالی جا سکتی ہے۔

بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے نواز شریف کی طرف سے عدم جارحیت کی تجویز کا قطعی طور پر اپنی تقریر میں ذکر تک نہ کیا البتہ سلامتی کونسل میں توسیع اور بھارت کی مستقل رکن کی حیثیت سے اس میں شمولیت کی بالواسطہ طور پر حمایت کی۔ البتہ مسٹر گجرال نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران ایک فرانسیسی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر کشمیر کے معاملے میں اگلے پچاس سال کے لئے status quo (یعنی جوں کی توں صورت حال) کو برقرار رکھا جائے تو اس سے جنوبی ایشیاء کی فضا بہتر کرنے میں مدد ملے گی۔ گجرال کے امریکہ جانے سے پہلے بھارتی ذرائع نے یہ تاثر دیا تھا کہ بھارت نے گجرال کلنٹن ملاقات کے ایجنڈے کے بارے میں واضح کر دیا ہے کہ اگر اس میں کشمیر کو شامل کیا گیا تو گجرال کلنٹن سے ملاقات نہیں کریں گے۔ ملاقات کے بعد بھی بھارتی وزیر اعظم گجرال نے واضح کیا کہ ان کی صدر کلنٹن سے ملاقات کا وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات سے کوئی تعلق نہیں۔ بھارت کے سرکاری اور غیر سرکاری ذرائع وزیر اعظم اندر کمال گجرال کے دورۂ امریکہ کو انتہائی کامیاب قرار دے رہے ہیں۔ خاص طور پر مسئلہ کشمیر کے حوالے سے جس کے بارے میں امریکی وزراء اور افسران اگرچہ بعض جگہوں پر بطور متنازعہ علاقہ ذکر کر چکے ہیں۔ امریکی صدر نے جنرل اسمبلی کے فورم سے متنازعہ کشمیر کے بارے میں اپنی تقریر میں ایک لفظ بھی نہیں کہا اور یہ بھارتی وزیر اعظم کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ بھارتی ذرائع یہ تاثر بھی دے رہے ہیں کہ پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف بھارت سے تعلقات بہتر بنانا چاہتے ہیں لیکن فوج ان کی اس خواہش کے راستے میں حائل ہے۔ پاکستان کے سرکاری ذرائع بھی یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وزیر اعظم نواز شریف کا امریکہ کا دورہ انتہائی کامیاب رہا لیکن غیر سرکاری ذرائع مختلف رائے رکھتے ہیں البتہ غیر سرکاری ذرائع یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کی جنرل اسمبلی میں تقریر بہت متاثر کن اور پر مغز تھی۔ انہوں نے کشمیر پر پاکستان کے روایتی موقف کا نئے انداز میں ذکر کیا جو

پر کشش اور متاثر کن تھا۔ انہوں نے دبے الفاظ میں اقوام متحدہ پر جو تنقید کی اسے بھی سراہا گیا۔ البتہ پاکستان کے غیر سرکاری ذرائع نے یہ تسلیم کیا کہ امریکہ نے بھارت کو ترجیح دی اور پاکستان کی یہ توقع بھی پوری نہیں ہوئی کہ ایف 16 طیاروں کے بارے میں نواز کلنٹن ملاقات سے بریک تھرو ہو گا۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ پاک بھارت تعلقات اور کشمیر کے مسئلہ پر اقوام متحدہ اور امریکہ سے مدد حاصل کی جائے۔ جنوب مشرقی ایشیاء کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کیا جائے تاکہ دفاعی اخراجات کم کر کے ملکی وسائل اقتصادی ترقی پر لگائے جائیں۔

درحقیقت فروری ۱۹۹۷ء میں جب میاں نواز شریف دوسری مرتبہ پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے تو ان کے ذہن و قلب پر پاکستان کے حوالہ سے یک نکاتی ایجنڈا غالب اور مسلط تھا اور وہ تھا پاکستان کا اقتصادی استحکام۔ گزشتہ سات ماہ میں ان کے قول و عمل سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اپنے ذاتی اقتدار کو آئینی اور سیاسی طور پر مستحکم کرنے کے بعد انہوں نے اپنی تمام تر توجہ اور جدوجہد اقتصادی صورت حال کو بہتر کرنے پر مرکوز کر رکھی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی سوچ کچھ یوں ہے کہ پاکستان کے تمام اندرونی اور بیرونی غیر معاشی مفادات' بنیادی نظریاتی تشخص حتیٰ کہ عزت نفس جیسی شے سے بھی وقتی طور پر ہی سہی دست بردار ہو کر ایک مرتبہ اقتصادی طور پر پاکستان مستحکم اور مضبوط ہو جائے تو امیر کبیر پاکستان سب کچھ واپس لے سکتا ہے یا خرید سکتا ہے۔ یقیناً میاں نواز شریف کی یہ سوچ مبنی براخلاص ہو گی لیکن یہ تاجرانہ سوچ ہے یعنی میزان کے ایک پلڑے میں کرنسی ڈال کر باقی سب کچھ دوسرے پلڑے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ اس رائے کے قائم کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں۔ سات ماہ سے پاکستان کی طرف سے مذاکرات اور بھارت سے بہترین تعلقات کا اصرار اور بھارت کی طرف سے مسلسل دھتکار کا رویہ جاری ہے۔ کشمیر پر عوامی نکتہ نظر سے پاکستان کے دیرینہ اور اصولی موقف سے ہٹنے کا میاں صاحب بارہا اشارہ دے چکے ہیں۔ گو نوائے وقت اور اس کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی (جن کا میاں صاحب کو اس منصب تک پہنچانے میں اہم رول ہے) اور حکومت سے باہر حکومت کے دیگر حامیوں کی مخالفت بلکہ دھمکیوں کی وجہ سے میاں نواز شریف کشمیریوں کے حق خود ارادیت کا پھر ذکر کرنے لگے ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم کی حیثیت سے گجرال نے مقبوضہ کشمیر کے دورے' سابقہ بھارتی حکمرانوں سے زیادہ کئے ہیں اور گجرال دور میں کشمیر میں ظلم و ستم بھی اپنی انتہا کو پہنچا ہے لیکن پھر بھی نواز شریف کی طرف سے انہیں نفیس الطبع ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ بھارت سے جتنی تجارت آج ہو رہی ہے گزشتہ پچاس سال میں کبھی نہیں ہوئی تھی اور یہ تجارت کلیتاً بھارت کے حق میں جا رہی ہے۔ پاکستان کے بعض چیمبر آف کامرس کی بھارت کے کئی چیمبر آف کامرس کے ساتھ کنفڈریشن طے ہو چکی تھی' اخبارات خبریں دے چکے تھے لیکن زبردست عوامی احتجاج پر یہ فیصلہ واپس لیا گیا۔ بے نظیر بھٹو بھی امریکی احکامات کے آگے سرنگوں ہو گئی تھیں' ان کے دور میں منشیات کا سمگلر حاجی اقبال بیگ اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکے کے نامزد ملزم رمزی یوسف کو امریکہ کے حوالے کیا گیا لیکن انہیں گرفتار بھی پاکستانی ایجنسیوں نے کیا اور امریکہ کے حوالے کرنے سے پہلے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے کا قانونی تقاضا بھی پورا کیا گیا گو پاکستان اور امریکہ کے درمیان ملزموں کے تبادلے کا معاہدہ نہ ہونے کی بنا پر انہیں امریکہ کے حوالہ پھر بھی نہیں کیا جانا چاہئے تھا لیکن بے نظیر نے امریکہ سے مرعوب ہو کر ان دونوں کو امریکہ کے حوالے کر دیا لیکن عامل کانسی کے معاملے میں نواز حکومت نے گویا ملکی خود مختاری اور وقار سے خود دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ عامل کانسی کو گرفتار بھی امریکی سیکرٹ سروس کے کارندوں نے کیا جنہیں پاکستانی کمانڈوز کا تحفظ حاصل تھا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق جب ایک پاکستانی افسر نے عامل کانسی کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر کے قانون کا تقاضا پورا کرنے کا مشورہ دیا تو اعلیٰ ترین شخصیت کی طرف سے جھاڑ پلائی گئی اور اس کی امریکہ روانگی میں کسی طرح کی رکاوٹ کھڑا کرنے سے سختی سے منع کر دیا گیا۔ لہٰذا امریکی وکیل نے پاکستانی قوم کو اگر ماں کی گالی دی تھی تو بلا جواز نہیں دی تھی اس میں انعام حاصل کرنے والوں اور حکومت کا کردار ایک جیسا نظر آتا ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا بے محل نہیں ہو گا کہ پاکستان اور برطانیہ کے درمیان ملزموں کے تبادلے کا معاہدہ موجود ہے اور بے نظیر دور میں جنرل بابر نے برطانوی حکام سے طویل مذاکرات کئے تھے کہ وہ پاکستانی تھانوں میں درج مقدمات کی بنا پر ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے کر دیں لیکن برطانیہ رضامند نہیں ہوا تھا حالانکہ پاکستان میں الطاف حسین کے خلاف جو مقدمات درج تھے ان میں قتل کا مقدمہ بھی شامل تھا۔ بے نظیر کا یہ جرم اپنی جگہ بہت بڑا جرم ہے کہ سوئس بینک میں اس کی یا آصف زرداری کی رقم حکومت پاکستان کی اطلاع کے بغیر موجود تھی پھر اس رقم کا ناجائز ثابت ہو جانا دوسرا بڑا جرم ہو گا' لیکن کون نہیں جانتا کہ ایوب خان سے لے کر آج تک ہمارے تمام حکمرانوں نے اور بعض جرنیلوں اور سول بیورو کریٹس نے اپنی ناجائز دولت غیر ملکی بینکوں خصوصاً سوئس بینکوں میں جمع کرائی۔ سوئس بینکوں نے ناجائز دولت کو مکمل تحفظ دینے میں عالمی شہرت

اطلاعات و اعلانات

دعائے صحت

ندائے خلافت کے قلمکاری اور تنظیم اسلامی بزرگ رفیق جناب مجیب صدیقی صاحب کافی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ رفقاء سے دعا ہے کہ بیماروں کی صحت یابی کی دعا کرتے وقت ان کا بھی خیال رکھیں۔

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۳ کے رفیق آصف نیاز صاحب کی ہمشیرہ رحلت فرما گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

☆ ☆ ☆

اسرہ امیر کراچی کے رفیق جناب انور کمال سید کے جواں سال تایا زاد کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ نماز جنازہ میں مدیر ندائے خلافت حافظ عاکف سعید' حسین مجاہد' شیخ رحیم الدین کے علاوہ محمد اشرف وصی صاحب اور حافظ اقبال صاحب نے بھی شرکت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ حافظ اقبال صاحب نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

شادی خانہ آبادی

تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ۲ کے رفیق جناب سرفراز احمد خان' جو تنظیم کے ناظم بھی ہیں' رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے ہیں۔ رفقاء ان کی خوشگوار ازدواجی زندگی کی دعا کریں۔

ٹیلی فون نمبر میں تبدیلی

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان کے دفتر کے نئے

ٹیلی فون نمبر: 4993464-4993465

فیکس نمبر: 021-4985647

امارت میں تبدیلی

امیر حلقہ عرب امارات جناب محمد خالد کیم اکتوبر ۹۷ء سے قرآن کالج لاہور میں شروع ہونے والے یک سالہ کورس میں شرکت کے لئے پاکستان آ رہے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ان کی جگہ امیر تنظیم اسلامی العین جناب قریش احمد صاحب کو مقامی امارت کی ذمہ داری سے فارغ کر کے امیر حلقہ عرب امارات مقرر کر دیا ہے۔ ضابطہ کے مطابق مقامی رفقاء کی آراء حاصل کرنے کے بعد محترم امیر تنظیم اسلامی نے جناب بدر الدین صاحب کو امیر تنظیم اسلامی العین کی ذمہ داری تفویض کر دی ہے۔

پائی۔ درحقیقت ان بینکوں کی امتیازی خصوصیت ہی یہی ہے کہ ڈرگ مافیا' عالمی سمگلروں اور دنیا بھر کے کرپٹ حکمرانوں کی ناجائز دولت کو یہ بینک "پناہ" مہیا کرتے ہیں۔ ان بینکوں میں راقم کے علم کی حد تک امریکہ کے مغضوب و معتوب صرف چند افراد کے اثاثے منجمد کئے گئے جن میں فلپائن کا مارکوس' صدر موبوتو اور عالمی اسلحہ ڈیلر عدنان خشوگی شامل ہیں۔ یہ سوچنا ہی مضحکہ خیز بات ہے کہ امریکہ کے سوا کوئی اور قوت کسی شخص کے اثاثے سوئس بینکوں میں منجمد کروا سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ اپنی پرانی خادمہ بے نظیر بھٹو سے اس قدر ناراض کیوں ہوا کہ اس کے اثاثے سوئس بینک میں منجمد کروا دیئے اور بے نظیر کے سیاسی حریف نواز شریف کو کس قیمت پر اتنا بڑا سیاسی فائدہ پہنچایا گیا؟ صرف آنے والا وقت اس کا جواب دے سکتا ہے۔ ان مختلف النوع کی مثالوں سے حکومت کا یہ طرز عمل سامنے آتا ہے کہ بھارت اور امریکہ کو ہر قیمت پر راضی کیا جائے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ میاں نواز شریف کی سوچ کا یہ انداز مبنی بر اخلاص ہی ہو گا کہ اقتصادی استحکام کو ہر شے پر فوقیت دی جائے' جس کے نتیجہ کے طور پر پاکستان بھارت اور امریکہ کے چرنوں میں سجدہ ریز ہو کر امن اور ہر قیمت پر امن کی دھائی دے رہا ہے لیکن اس سلسلہ میں دو سوالات جواب طلب ہیں پہلا یہ کہ کیا تاریخ اس بات کی کوئی شہادت پیش کرتی ہے کہ کسی قوم کو امن کی بھیک مانگنے سے امن نصیب ہوا ہو؟ ہمیں یہ مقولہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اگر امن چاہتے ہو تو جنگ کے لئے تیار رہو۔ دوسرا یہ کہ جس روایتی انداز سے میاں نواز شریف پاکستان کے اقتصادی استحکام کے لئے کوشاں ہیں۔ کیا معاشی طور پر قریب المرگ پاکستان شفایاب ہو سکے گا ہم اسی عطار سے دوا لینے کے لئے کیوں اصرار کر رہے ہیں جس کے لونڈے کے ہاتھوں ہم بستر مرگ پر پڑے ہیں۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز اپنی امریکہ نواز پالیسوں کے بارے میں کیا کم شہرت یافتہ تھے کہ شاہد حسین جو ۳۲ سال سے امریکی آقاؤں کی خدمت کر رہے تھے انہیں دورہ امریکہ کے دوران وزیر اعظم کا اقتصادی مشیر مقرر کر دیا گیا ہے۔ میاں نواز شریف اگر مہاجن امریکہ سے یہ توقع کر رہے ہیں کہ وہ اقتصادی بحالی میں ہماری مدد کرے گا تو یقیناً وہ تاجر پیشہ ہونے کے باوجود مہاجن ذہنیت سے ناآشنا ہیں۔ میاں نواز شریف نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ان کی حکومت منشیات فروشی' کرپشن اور دہشت گردی کے خلاف خصوصی اقدامات کر رہی ہے۔ منشیات سے چونکہ امریکہ براہ راست متاثر ہو رہا ہے لہٰذا اس کی بیخ کنی کے لئے وہ دنیا بھر میں سنجیدگی سے اقدامات کر رہا ہے۔ البتہ موجودہ حکومت پاکستان میں کرپشن کے خاتمے کے جو بلند بانگ دعوے کر رہی ہے اس کے بارے میں قارئین کو حقائق سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ بلاشبہ کرپشن کا آصف زرداری اور بے نظیر سٹائل قریباً ختم ہو چکا ہے کھوئی موئی اور لوٹ کھسوٹ کا وہ انداز یا کم از کم زور ختم ہو چکا ہے۔ لیکن تجارتی کرپشن اس وقت عروج پر ہے اور اس کے لئے حکومتی وسائل اور ذرائع کا بھرپور استعمال ہو رہا ہے۔ مختلف اشیاء پر ڈیوٹی کی کمی و بیشی کا حربہ چونکہ ایک سے زائد بار آزمایا جا چکا ہے اور تجارتی حلقہ اس ہیر پھیر کو اچھی طرح جان چکا ہے لہٰذا فی الحال اس معاملے میں احتیاط برتی جا رہی ہے۔ البتہ ٹن پلیٹ' بحران' بناسپتی گھی انڈسٹری کو صرف نیا ٹن استعمال کرنے کا حکم' سی بی آر سے گزشتہ دو دہائی کے ٹیکس کا Refund اور اس کے لئے محکمانہ قوانین میں تبدیلی اور نج کاری کمیشن میں اپنے اعتماد کے خصوصی افراد کا تعین۔ علاوہ ازیں کشمیر شوگر انڈسٹری جس کی ملکیت کے بارے میں زوردار تردید کی گئی تھی اور اس کے لئے منظور ہونے والے قرضے سے لاتعلقی کا اعلان کیا گیا تھا اب اس تردید کی بھی تردید آ رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے اقدامات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نجی تجارت کو مکمل طور پر حاکمانہ کور (cover) حاصل ہے۔ اس تفصیل کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ آخر کار کوئی وجہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں حکمرانوں پر ذاتی تجارت کے حوالے سے سخت پابندیاں عائد ہیں لہٰذا اس کرپشن کی بھی بیخ کنی کی شدید ضرورت ہے۔ جہاں تک دہشت گردی کے خلاف اقدامات کا تعلق ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے پر زور انداز میں کہا تھا کہ اس کی روک تھام صرف جلد اور سخت ترین سزاوں سے ممکن ہے اور اس کے لئے خصوصی عدالتوں کا قیام از حد ضروری ہے کیونکہ موجودہ عدالتی نظام سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ ہماری حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ صحیح معنوں میں صالح معاشرے کے قیام اور عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کئے بغیر سخت ترین سزائیں بھی جرائم کی تعداد میں کمی نہیں کر سکتیں۔ ایک زمانے میں لندن میں جیب کاٹنے کی سزا سرعام پھانسی تھی حیرانی کی بات ہے کہ سب سے زیادہ جیبیں اس مجمع میں کاٹی جاتی تھیں جو سزائے موت کا نظارہ کرنے کے لئے اکٹھا ہوا ہوتا تھا۔ جنرل اسمبلی کے پلیٹ فارم سے ایک دو آیات کی تلاوت یا اسلام کی حقانیت کا محض زبانی اعلان نہ ہمارے اندرونی مسائل حل کرے گا اور نہ دنیا محض زبانی دعووں سے مرعوب ہو گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی فلاحی ریاست کی عملی مثال پیش کر کے اسلام کے حسین چہرے کی نقاب کشائی کی جائے تاکہ اس کی تمازت سے خطہ ارضی منور ہو سکے۔ ہم محض اقتصادی استحکام سے اپنی منزل نہیں پا سکتے۔ ہمارا دفاع' ہمارا سیاسی' معاشرتی اور معاشی استحکام صرف اور صرف نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر میں مضمر ہے۔ نظریہ پاکستان سے انحراف بالآخر ہمارے وجود کو حرف غلط کی طرح مٹا دے گا۔ ہمارے حکمران اور اپوزیشن والے دونوں اس حقیقت کو تسلیم کریں' اسی میں ہماری عافیت ہے۔

بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے اپنی تقریر میں بڑے ملک کا' بڑا لیڈر ہونے کا تاثر دیا ہے۔ ان کے خطاب میں گھمنڈ اور غرور جھلکتا ہے پاکستان جیسے چھوٹے ملک کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر میں غیر ضروری خیال کیا ہے۔ کشمیر کیونکہ بھارت کا اندرونی مسئلہ ہے لہٰذا جنرل اسمبلی کے فورم سے اس کا ذکر کرنا گویا گناہ کبیرہ ہے۔ گجرال کے لئے مسئلہ صرف اتنا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کے ناطے بھارت کا سلامتی کونسل کا مستقل رکن بننے کا حق ہے۔ لیکن بھارت بھی اتنا مضبوط اور قوی نہیں جتنی کہ اس سلسلہ میں ایکٹنگ کی گئی ہے۔ کشمیر کے علاوہ ناگالینڈ' تامل ناڈو اور دوسرے کئی صوبوں میں حالات انتہائی دگرگوں ہیں۔ خاص طور پر کشمیر بھارت کی معیشت کو کھوکھلا کر رہا ہے کشمیر میں ایک آدمی کے لئے ایک فوجی کا فلسفہ بھی ناکام ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ بھارت کی جن صوبائی اور فرقہ پرست قوتوں کے ابھرنے اور قوت پکڑنے سے انہوں نے غیروں کو ڈرایا ہے۔ تجزیہ نگار یہ سمجھتے ہیں کہ خود بھارت کی داخلی سلامتی کو ان قوتوں سے شدید خطرہ ہے۔ اگر بھارتی حکمرانوں نے علاقے کی تھانیداری اور سپر پاور بننے کا شوق نہ چھوڑا اور ملکی وسائل کو صرف جنگی صلاحیت بڑھانے میں لگاتے رہے تو کروڑوں عوام کی فاقہ مستی رنگ لا سکتی ہے۔ پاکستان اور بھارت دونوں کو اعتدال کی راہ اختیار کرنی ہو گی۔ پاکستان کو یہ جان لینا چاہئے کہ اگرچہ اقتصادی استحکام ناگزیر ہے لیکن مانگے تانگے کا نہیں اور ہر قیمت پر نہیں۔ بھارت کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہزاروں ایٹم بم بھی سوویت یونین کی سلامتی کو برقرار نہ رکھ سکے اور کہیں کشمیر بھارت کی شکست و ریخت میں وہی کردار ادا نہ کرے جو افغانستان نے سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ میں ادا کیا ہے۔ سب سے بڑی تاریخی حقیقت یہ ہے کہ تاریخ سے سبق حاصل نہیں کیا جاتا۔ OO

Quarterly Journal of the Qur'an Academy
The Qur'anic Horizons
[redacted]
Price Per Issue: Rs. 30/- Annual Subscription: Rs. 105/-
Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an: 36-K, Model Town, Lahore-54700

لارڈ میکالے کے مرید

علامہ شبیر بخاری

○ لارڈ میکالے نے اپنی یادداشت مورخہ ۲ فروری ۱۸۳۵ء میں یہ بات کھل کر کہی تھی کہ فی الوقت ہماری بہترین کوششیں ایک ایسا طبقہ معرض وجود میں لانے کے لئے وقف ہونی چاہئیں جو ہم میں اور ہمارے ان کروڑوں انسانوں کے درمیان جن پر ہم حکومت کر رہے ہیں ترجمانی کا فریضہ سرانجام دے۔ یہ طبقہ ایسے افراد پر مشتمل ہو جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہو لیکن ذوق' ذہن' اخلاق اور فہم و فراست کے لحاظ سے انگریز ہو...."

(ترجمہ ص ۴۵ سطر ۱۴-۱۸)

○ ہماری آزادی کا سب سے بڑا مطمح نظر شبلی کے نزدیک یہ تھا کہ ع "کہ ایں سررشتہ تعلیم' در دست ما باشد" اور اقبالؒ کے نزدیک تو ؂

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

اور ان کا پورا فلسفہ خودی غماز ہے کہ وہ پاکستان میں ایک ایسا معاشرہ دیکھنا چاہتے تھے جو بقول قائد اعظم اسلامی روایات کا امین اور سائنس و ٹیکنالوجی کے روز افزوں کمالات کا ماہر ہو (دسمبر ۴۷ء کی پہلی تعلیمی کانفرنس میں پیغام کا مفہوم) سرسیدؒ نے اسے ان الفاظ میں کہا تھا کہ دنیا و دین کے علوم میں پوری دسترس ہو اور لاالٰہ کا تاج سروں پر جگمگائے اور ماتھے اس سے روشن ہوں۔

○ اس تعلیمی پس منظر کے ساتھ میں پاکستان ٹیلی ویژن کا وہ مقبول عام پروگرام دیکھ رہا ہوں جس کا دورانیہ روزانہ کم و بیش دو گھنٹے ہے اور ہمارے بچے اس کے اس قدر مشتاق ہیں کہ اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے انہیں تن بدن کا ہوش نہیں اور ہر گھر میں بچوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ یہ پروگرام دیکھ رہے ہیں۔ یہ پروگرام سی این این میں کارٹون انٹرنیٹ کا ہے۔ اس کی خصوصیات یہ ہیں :

i) اس پروگرام کی زبان انگریزی ہے۔
ii) اس پروگرام کا پورا پس منظر مغربی سوسائٹی ہے۔
iii) پورا تمدن مغربی ہے' لڑکوں لڑکیوں کا لباس' گھر میں کھانا کھانے کا طریق' شراب کے برتن اور ان کا بڑے اہتمام سے استعمال۔
iv) بچوں بچیوں میں بوائے فرینڈز گرلز فرینڈز کا رواج۔
v) بڑوں کی اوپن سوسائٹی اور بچوں کے سامنے کھلم کھلا وہ حرکات جو مشرقی معاشرے میں بری سمجھی جاتی ہیں' مثلاً بر سر عام اظہار محبت۔
vi) مغربی سوسائٹی کا جرائم کی طرف کھلا رجحان' پستول کا استعمال' معمولی معمولی باتوں پر دھینگا مشتی' جھگڑا' فساد' اسلحہ کا استعمال' ورلڈ کلچر کے تمام تاریک پہلوؤں کا احاطہ۔

○ جب قومی قیادتیں فکری توانائیوں سے محروم ہو جائیں تو ان کا یہی حشر ہوتا ہے جو ہمارے ہاں ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بچے تو قوم کا مستقبل ہیں۔ ان کی مثبت سوچ پاکستان کی تقدیر ہے۔ سی این این "مبارک باد" کا مستحق ہے کہ اتنا پسندیدہ پروگرام نئی نسل کے لئے لایا ہے جس سے لارڈ میکالے کا وہ کام جو ۱۶۲ سالوں میں اس کامیابی سے نہیں ہو پایا تھا آج بہ خوبی رواج پا رہا ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ جاپان' چین' کوریا' انڈونیشیا میں ایسا کوئی غیر ملکی پروگرام مقبول نہیں' ہمارے ہمسائے ملک بھارت میں بھی بچوں کے کارٹون انگریزی میں نہیں ہیں اور ان میں ملکی اخلاقیات کی کہیں نہ کہیں جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے پاس تو بچوں کے لئے گلستان سعدیؒ جیسی اخلاق بنیاد کہانیاں تھیں' کیا اس ملک کے قلمکاروں کے ذہن نئی نسل کی تعمیر نو کے لئے کھیل کھیل میں تعلیم کے ممکن منصوبوں سے بانجھ ہو گئے ہیں' سی این این کو اس بد قسمت قوم کے مستقبل سے کھیلنے کا موقعہ مل گیا ہے۔

کبھی میرا تعلق بھی سنسر بورڈ سے رہا ہے۔ ان میں بھی کسی صاحب کو خیال نہیں رہا اور پھر پاکستانی روایات کی علمبردار مسلم لیگ کو بھی سوچنے کی فرصت نہیں۔ ہاں احتسابی قوتیں کیا ہوئیں؟

نعت

سکون دل ہے میسر تو تیرے' نام سے ہے
مشام جاں ہے معطر تو تیرے' نام سے ہے
جو ذہن میں ہے کہیں روشنی تو تجھ سے ہے
ہے چشم دل جو منور تو تیرے' نام سے ہے
وجود لوح و قلم ہے ترے' وجود کا نام
شعور زیست ہے ضوگر تو تیرے' نام سے ہے
میں مشت خاک ہوں لیکن نفس نفس میں مرے
ہر ایک سانس ہے اخگر تو تیرے' نام سے ہے
فروغ دیدہ وراں' بینش جہاں بیناں
متاع اہل ہنر ہے تو تیرے' نام سے ہے
غم و الم کے اندھیروں میں نور ذکر ترا'
ہے شب نوید سحر گر تو تیرے' نام سے ہے
تری' اذاں سے نیا آفتاب ابھرتا ہے
ہے زیست معرکہ در پر تو تیرے' نام سے ہے

شبیر بخاری

قرآنی حکم "کونوا مع الصادقین" کی برکات کا عملی مشاہدہ

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے حالیہ دورۂ سرحد کی واقعاتی اور تاثراتی رپورٹ

از قلم: نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی کے امیر اور داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اپنی متاع عزیز کو جس شان اور جس آن کے ساتھ غلبہ دین کی جدوجہد کے لئے لگایا اور کھپایا ہے اپنے اور بیگانے اس کے سبھی معترف اور قدر شناس ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی "ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین" کا عکس بھی ہے اور "وجاھدوافی اللہ حق جھادہ" کا مصداق بھی۔ امیر محترم محض ایک داعی قرآن ہی نہیں بلکہ ان کے فکر و عمل میں قرآن پوری طرح سرایت کئے ہوئے نظر آتا ہے۔ ؎ "قاری نظر آتا ہے' حقیقت میں ہے قرآن" کے مصداق ڈاکٹر صاحب مدظلہ کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بیان کردہ غلبہ دین اور قیام نظام خلافت کی پیشین گوئیوں پر جس درجہ اعتماد و وثوق حاصل ہے' اس کا عشر عشیر بھی ہمیں ان کے ہم عصر دینی رہنماؤں کے ہاں نہیں ملتا۔ ڈاکٹر صاحب اسلام کے عالمی غلبے کی نوید اور خوشخبری کی حامل قرآنی آیات اور احادیث کو عام کرنے میں "دیوانگی" کی حد تک مصروف عمل ہیں۔ اپنی عمر اور صحت کے ہاتھوں انہیں کافی مجبوریوں بلکہ معذوریوں کا سامنا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی مساعی اور بھاگ دوڑ میں کمی کی بجائے ناقابل یقین اضافہ نظر آتا ہے۔ امیر محترم کی صحبت میں چھ دن گزارنے کے بعد ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے رفقاء و احباب کی خدمت میں معمولی لفظی ترمیم کے ساتھ یہ شعر نذر کرنے پر میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں ؎

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے "اسرار"
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

امیر محترم کی دینی جدوجہد کا باقاعدہ آغاز اسلامی جمعیت طلبہ میں شمولیت سے کیا جائے تو ۵۰ء سے شروع ہونے والا یہ سفر اب ۹۷ء کے سال تک آن پہنچا ہے۔ یوں امیر محترم کی پر خلوص' پر عزم اور جاں گسل محنت و کوشش کا اگر ماہ و سال کے حساب سے احاطہ کیا جائے تو آپ کی دینی جدوجہد تقریباً نصف صدی کے طویل عرصے پر محیط نظر آتی ہے۔ خیر یہ تو امیر محترم مدظلہ کے ہمراہ "چند روزہ سفر" کے مشاہدات و تاثرات کی تمہید تھی' جس کے بیان کے بغیر ہمارا ناتواں قلم حرکت میں آنے کے لئے قطعاً آمادہ نظر نہیں آرہا تھا۔

۱۸/ ستمبر بروز جمعرات کو قرآن اکیڈمی سے امیر کارواں کی قیادت میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حلقہ سرحد کے دعوتی و تنظیمی دورہ کے لئے دعوتی قافلہ پشاور کے لئے عازم سفر ہوا۔ تنظیم اسلامی کے نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق' حلقہ پنجاب غربی کے معتمد جناب شاہد مجید' کینیڈا سے ایک سالہ رجوع الی القرآن کے لئے آئے ہوئے نوجوان انجینئر جناب عمر فاروق' ہمارے معاون کار مولانا شیخ رحیم الدین کے علاوہ محمد شعیب امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ راقم کو حسب پروگرام جی ٹی روڈ فیروز والا سے شریک سفر کر لیا گیا۔ دو گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد دریائے چناب کے پل پر سفر کے پہلے کھانے یعنی "ناشتے" کے لئے رکنا پڑا۔ قرآن اکیڈمی کے میس سے تیار کرائے گئے درویشانہ ناشتے کے علاوہ مولانا شیخ رحیم الدین بھی خورد و نوش کا سامان بطور خاص تیار کر کے ہمراہ لائے تھے۔ چنانچہ ناشتہ کا لطف دوبالا ہو گیا۔

ساڑھے گیارہ بجے دن یہ قافلہ اسلام آباد میں رفیق محترم جناب ظفر الامین کے ہاں پہنچا۔ میزبان نے سرد و گرم مشروبات سے ہماری تواضع کی۔ نزل سے فراغت کے بعد گھنٹہ بھر کے لئے استراحت کا موقعہ میسر آیا۔ ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان کی قیادت میں جناب محمد طفیل گوندل' سید حبیب حسین اور جناب عبدالغفور صاحب امیر محترم سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہو گئے۔ نماز ظہر کی ادائیگی اور ظہرانہ تناول کرنے کے بعد تقریباً ۲ بجے اسلام آباد سے پشاور کے لئے پھر سے محو سفر ہو گئے۔ اسلام آباد کو ملک کا دار الحکومت ہونے کے ناطے حکمرانوں کے شہر کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ شہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے' پاکستان اور اسلام کے لازوال رشتے کو ظاہر کرتا ہے' اسی شہر میں واقع پارلیمنٹ کی عمارت کی پیشانی پر "کلمہ طیبہ" کی عبارت بھی کندہ ہے مگر پاکستان اور اسلام کا یہ تعلق ابھی تک حقیقت واقعہ کا روپ نہیں دھار سکا' چنانچہ پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے حوالے سے ابھی "ہنوز دلی دور است" والا معاملہ ہی نظر آتا ہے۔ اسی شہر

آسان عربی گرامر ویڈیو کیسٹس

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے زیر اہتمام آسان عربی گرامر حصہ اول اور حصہ دوم کی تدریس کے ویڈیو کیسٹس تیار کر لئے گئے ہیں تاکہ ایسے خواتین و حضرات جو عربی گرامر کلاس میں شرکت کے لئے وقت فارغ نہ ہو سکیں' اپنے گھر پر ہی ویڈیو کے ذریعہ عربی گرامر کے بنیادی قواعد و ضوابط سیکھ سکیں اور جن مقامات پر معلم دستیاب نہ ہوں وہاں ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ عربی گرامر کے اس کورس کی کلاس منعقد کی جا سکے۔

ویڈیو ریکارڈنگ کی خصوصیات

1) ہر عنوان کی جملہ خصوصیات کا خلاصہ نکات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔
2) ہر مشق کے تمام عربی اور اردو جملوں کا ترجمہ کروایا گیا ہے۔
3) ہر عنوان سے متعلق قرآن حکیم سے اضافی مثالیں شامل کی گئی ہیں۔

ویڈیو کیسٹس کی کل تعداد 14' قیمت علاوہ ڈاک خرچ 2100 روپے

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں' فیز VI ڈیفنس' کراچی

فون: 5854036-5855219 فیکس: 5840009

میں ایک جگہ بانی پاکستان کے بیان کردہ اصول بھی ایک خوبصورت جگہ پر منقش نظر آئے یعنی Unity, Faith, Discpline ان اصولوں کی روشنی میں اگر ہم اپنی قومی زندگی کا جائزہ لیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اتحاد کی بجائے ہم روز بروز ہمہ اقسام کے انتشار کا شکار ہو چکے ہیں۔ Faith یعنی دین و ایمان کے حقیقی تصورات کے حوالے سے ہماری حالت ناگفتہ بہ ہی نہیں بلکہ قابل رحم ہو چکی ہے۔ رہ گیا ڈسپلن کا زریں اصول تو یہ چیز پاکستان کی حد تک تو "متاع گم گشتہ" کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اسلام کے نام پر اور اسلام کی کاز کے لئے بننے والے ملک میں نصف صدی بعد بھی اسلام کا راج قائم نہیں ہو سکا' کتاب و سنت کی بالا دستی نافذ نہیں ہو سکی' قانون شریعت سپریم لاء نہیں بن سکا۔ گویا پاکستان میں ابھی تک اسلام کے لئے "حالات اور فضا" دونوں ناساز گار ہی ہیں۔ اسی لئے بسا اوقات یہ شعر ہماری دلی کیفیات کی ترجمانی محسوس ہوتا ہے کہ ؎

اسلام کو گر تیری فضا راس نہ آئے
اے ارض وطن تجھ کو کوئی آگ لگائے

نوشہرہ کینٹ میں امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد' صدر انجمن سرحد جناب ڈاکٹر محمد اقبال صافی اور تنظیم اسلامی پشاور کے امیر جناب وارث خان ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اپنے میزبانوں کے ہمراہ آرمی ریسٹ ہاؤس میں نماز عصر کی ادائیگی اور چائے نوش جان کرنے کے بعد حسب پروگرام دریائے کابل کے کنارے واقع گاؤں خویشگی پایان کے لئے روانہ ہوئے۔ نماز مغرب سے متصلاً قبل پر تکلف چائے پینے کے بعد مدرسۃ البنات پہنچے' جہاں نماز مغرب کے بعد "تقسیم اسناد وشال" کی تقریب کی مناسبت سے ایک جلسہ سے امیر محترم مدظلہ نے خطاب فرمانا تھا۔ تنظیم اسلامی پشاور کے امیر جناب وارث خان نے بطور سٹیج سیکرٹری مدرسہ کے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی خوشی اور مسرت کا موقع ہے اور قرآن مجید کو حفظ کرنے والی طالبات' ان کے والدین' بھائیوں اور گاؤں والوں کی خوش قسمتی کا مظہر بھی کہ یہاں اسلامی علوم کی درسگاہ موجود ہے۔ خوشی کے اس موقع پر مزید مسرت کی بات یہ ہے کہ ایک ایسے داعی قرآن ہم میں موجود ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی قرآنی تعلیمات کے فروغ اور نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد پر نثار کر دی ہے۔ وارث خان نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" نامی کتاب کا بطور خاص تذکرہ کرتے ہوئے اس کتاب سے سامعین کو روشناس کراتے ہوئے کہا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کا مقصد صرف قرآنی تعلیم کو عام کرنا ہی نہیں ہے بلکہ قرآنی معاشرے کا قیام آپ کی زندگی کا مشن ہے' چنانچہ اسی دعوت اور پکار کو لے کر آپ قریہ قریہ' بستی بستی' گاؤں گاؤں' شہر شہر حتیٰ کہ بیرونی ممالک میں پہنچ رہے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان نے حمد وثناء اور تلاوت آیات کے بعد فرمایا کہ ہمیں سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اللہ کی رحمت ہے' قرآن مجید میں ۱۱۴ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کلمہ دہرایا گیا ہے۔ چنانچہ ۲۲۸ مرتبہ اسی ایک آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ خود قرآن میں نظر آتا ہے۔ اسی رحمٰن و رحیم ذات کی رحمت کا خصوصی مظہر یہ ہے کہ اس نے ہمیں قرآن جیسی عظیم نعمت ہدایت سے نوازا۔ تمام علوم میں سے سب سے اونچا علم قرآن کا علم ہے اور انسان کو عطا کی جانے والی صلاحیتوں میں سے سب سے اعلیٰ وصف اظہار بیان کی صلاحیت ہے۔ اپنی اس صلاحیت کو کام میں لا کر ایک سیاستدان اپنا نام پیدا کرتا ہے' ایک وکیل اس کے ذریعے دولت و شہرت حاصل کرتا ہے' بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی خداداد صلاحیت کو قرآن کی دعوت کو عام کرنے پر لگانا چاہئے۔ قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنے والا ایک تعلیم یافتہ شخص درحقیقت ثواب سے زیادہ گناہ کا مستوجب قرار پائے گا اس لئے کہ ہمارا یہ رویہ اعراض عن القرآن کا مصداق ہے قرآن کا ناظرہ پڑھنا' اسے حفظ کرنا' اسے سمجھنا سب مبارک کام ہیں' لیکن اگر ہم قرآن پر عمل نہ کریں تو اندیشہ ہے کہ یہ سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ تعلیم و تعلم قرآن کے ساتھ ساتھ قرآنی نظام کو برپا کرنے کی جدوجہد بھی ایک ناگزیر دینی فریضہ ہے چنانچہ قرآن کا پیش کردہ نظام زندگی قائم کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے جسے ادا نہ کرنا سنگین جرم ہے۔

قرآن مجید کو عملاً نافذ کئے بغیر ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قرآنی احکامات پر عمل نہ کرنا درحقیقت تکذیب قرآن کے مترادف ہے۔ اس وقت مدارس بھی قائم ہیں' مساجد بھی آباد ہیں' دعوت و تبلیغ کا بھی شہرہ ہے مگر قرآن کا نظام معیشت' نظام سیاست اور نظام تمدن کہاں ہے؟ ہم آج قرآنی معاشرے قائم نہ کرنے کے جرم کی پاداش میں ذلت و محتاجی سے دوچار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ عالمی سطح پر مسلمان ممالک کی سیاسی حیثیت "زیرو" سے زیادہ نہیں ہے۔ قرآن میں بیان کردہ اجتماعی نظام کو نافذ و جاری کرنے کی کوشش اور جدوجہد کا نام "جہاد" ہے۔ اس محنت و کوشش کی ابتدا ہمیں اپنی ذات اور اپنے گھر سے کرنا ہو گی' نفاذ شریعت اور غلبہ دین کے نعرے بلند کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ پہلے وہ اپنے دائرہ کار میں شریعت پر کاربند ہوں۔ ایسے لوگ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر "سمع و طاعت اور ہجرت و جہاد" کی بیعت کر کے اقامت دین کی جدوجہد کریں گے' تبھی نفاذ شریعت کے عظیم مقصد میں کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ امیر محترم نے فرمایا کہ کامل شریعت کے نفاذ کے بغیر نہ تو موجودہ ذلت و پستی سے چھٹکارہ مل سکتا ہے اور نہ ہی ملک کو استحکام نصیب ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے مکہ میں قرآن کی تلوار سے مشرکانہ نظریات کے خلاف جنگ کی۔ اس کتاب کو تھام کر ہمیں جہاد کرنا ہو گا۔

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے "خراسان" کے حوالے سے مالاکنڈ ڈویژن کی خصوصی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہودیوں کے لیڈر "مسیح الدجال" کی شیطانی افواج کا مقابلہ افغانستان اور پاکستان کے شمالی علاقوں کی اسلامی افواج سے ہو گا۔ لیکن اس کے لئے پہلے پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے لئے پوری شریعت کے نفاذ کی جدوجہد کرنا ہو گی۔ اس لئے کہ شریعت ادھوری یا جزوی تنفیذ کو دین نہیں کہا جا سکتا۔ جلسہ تقریب و تقسیم انعامات میں مقامی علماء کی کثیر تعداد کے علاوہ تقریباً ۱۴۰۰ احباب شریک ہوئے۔ خطاب کے بعد فارغ التحصیل طالبات کے لئے "تقسیم اسناد وشال" کا فریضہ بھی امیر محترم نے ادا فرمایا۔ طالبات کی طرف سے "اسناد وشال" ان کے سرپرستوں نے وصول کیں۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد امیر محترم کی قیادت میں پشاور واپسی کے لئے رخت سفر باندھا' جہاں جناب ڈاکٹر صافی صاحب نے مہمانوں اور رفقاء کے لئے روایتی مہمان نوازی کے مظہر عشائیے کا اہتمام کر رکھا تھا۔

۱۹/ ستمبر جمعہ کا دن تھا' نماز جمعہ سے پہلے مکمل فراغت تھی' لہٰذا راقم' مولانا شیخ رحیم الدین اور جناب شاہد مجید نے پشاور کے باڑہ بازار کا چکر لگایا اور جمعہ سے قبل واپسی کی راہ اختیار کی۔ نشتر آباد پشاور کی جامع مسجد النور میں بعد از نماز جمعہ امیر محترم نے "خلافت کی حقیقت و اہمیت" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ امیر محترم نے "وعدہ استخلاف" کے حوالے سے فرمایا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت میں شک کرنے والے شخص کے ایمان کو مشکوک سمجھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ ابن سبا کے سازشی پلان کے نتیجے میں امت مسلمہ خانہ جنگی کا شکار ہو گئی' یوں اس "فتنہ الکبریٰ" کی وجہ سے خلافت راشدہ کا خاتمہ ہو گیا۔ تاہم قیامت سے پہلے خلافت علیٰ منہاج نبوت پھر قائم ہو گا جس کا آغاز افغانستان اور پاکستان کی سرزمین سے ہو گا۔ امیر محترم نے کہا کہ خراسان کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسامہ بن لادن بھی اس علاقے میں آکر بیٹھ گیا ہے اور امریکی انٹیلی جنس کے "شکاری" اسامہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہمیں سوچنا چاہئے کہ اگر ہم حضورؐ کے مبارک دور میں ہوتے تو کیا ہم ابوبکرؓ و عمرؓ کا

راستہ اپناتے یا ابوجہل و ابولہب کی پیروی کرتے۔ دورِ نبویؐ میں دی جانے والی عظیم قربانیوں کی طرح اب بھی جان و مال کی قربانی دینے ہی سے نظامِ خلافت قائم ہو گا۔ امیر محترم نے اپنے خطاب کے ذریعے اہل پشاور کو غلبہ دین حق کے لئے میدان میں کودنے کی زوردار دعوت دی تو خود امیر محترم پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ رفقاء پشاور نے یہاں تنظیمی کتب کا سٹال بھی لگایا جس میں لوگوں نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔ مسجد النور سے واپسی پر جناب وارث خان نے پشاور کے مشہور چپلی کبابوں اور قہوہ سے ہماری ضیافت کی۔ نماز مغرب کے بعد رفقاء پشاور کی امیر محترم سے خصوصی ملاقات اور تعارفی نشست ہوئی' اس نشست کا اختتام کھانے پر ہوا۔

۲۰/ ستمبر کی صبح نماز فجر کے بعد فوراً بعد مینگورہ کے لئے روانگی ہوئی' مردان میں میجر (ر) فتح محمد کے بہنوئی جناب فتح اللہ کے ہاں ناشتہ کیا گیا۔ موصوف ٹیکسن ٹوبیکو کمپنی میں پراجیکٹ منیجر کے عہدے پر فائز ہیں۔ ناشتے سے فراغت کے بعد جناب فتح اللہ نے بنگلہ دیش کے تازہ ترین حالات سے امیر محترم کو آگاہ کیا اور کہا کہ آزادی کے بعد بنگلہ دیش نے تمام شعبوں میں حیرت انگیز حد تک ترقی کی ہے۔ انہوں نے اپنی کمپنی کی سماجی خدمات سے بھی امیر محترم کو آگاہ کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے میزبان کو دینی فرائض کی جانب متوجہ کرتے ہوئے ان کی ادائیگی کے لئے ترغیب و تشویق دلائی۔ جناب فتح اللہ نے کئی ایک سوالات بھی کئے۔

ایرانی فضائیہ کے پانچ اہلکاروں کی ہلاکت ایک بڑا المیہ ہے' ○ محمد نسیم الدین

کراچی (پ ر) محمد نسیم الدین' امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان نے راولپنڈی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں ایرانی فضائیہ کے پانچ اہلکاروں کی ہلاکت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردی کے خاتمہ کے تمام تر دعووں کے باوجود قیمتی جانوں کا ضیاع ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اس عالمی سازش کا حصہ ہے جس کے تحت مسلمانوں میں مختلف عصبیتوں کو بھڑکا کر اور باہم دست و گریباں کر کے نیو ورلڈ آرڈر کے پس پشت یہود نیو ورلڈ آرڈر کے لئے اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ دہشت گردوں کا کھوج لگا کر انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو اس سازش کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ سنی اختلافات کو پس پشت ڈال کر مسلم امہ کے مفاد میں انہیں آپس میں مفاہمت کی فضا کو قائم کرنے کی حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے۔ یہی اس مسئلہ کا حل ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ ممتاز بھٹو نے تیسری شادی کر لی۔ (ایک خبر)

○ خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیموں کے لئے لمحہ فکریہ!

☆ جماعت اسلامی "سولو فلائٹ" کرنا چاہتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں۔ (مولانا سمیع الحق)

○ گویا مولانا سمیع الحق قاضی صاحب سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "آپ ہی اپنی اداؤں پر غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی"

☆ گوئٹے انسٹیٹیوٹ ۳۱ مارچ ۹۸ء کو بند کر دیا جائے گا۔ (ایک خبر)

○ سامراج کے گماشتہ ادارے اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی کمین گاہ کا خاتمہ ـــــ ایک اچھی خبر۔

☆ کوئی قاضی یا غیر قاضی ہمارے خلاف کرپشن ثابت نہیں کر سکتا' (شہباز شریف)

○ ...اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت ـــ دامن کو ذرا دیکھ' ذرا بند قبا دیکھ!

☆ زرداری نے آئندہ پارٹی معاملات میں مداخلت کرنے سے توبہ کر لی۔ (ایک خبر)

○ "کھیل ختم اور پیسہ ہضم" ہو جانے کے بعد اب توبہ کا کیا فائدہ؟

☆ چین کے ہم پلہ ہو گئے تو پاکستان کا پتا صاف سمجھئے۔ (بھارتی وزیر دفاع ملائم سنگھ یادیو)

○ اسی لئے تو کہتے ہیں "خدا گنجے کو ناخن نہ دے"

☆ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بیان کی تردید' جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ (صدیق الفاروق)

○ کس کو کہہ رہے ہو؟

☆ جمہوریت سے مارشل لاء دور بہتر رہا۔ (ممتاز کالم نگار ڈاکٹر انور سجاد)

○ سجاد صاحب! شاید آپ بے نظیر بھٹو کے جمہوری دور کی بات کر رہے ہیں!

☆ نور جہاں ہماری لیڈی ڈیانا ہے۔ (ایک پرستار)

○ کیا میڈیم کو بھی ایکسیڈنٹ میں مروانے کا ارادہ ہے؟

☆ نواز شریف نے دورۂ امریکہ پر کروڑوں روپے اڑا دیئے۔ (پیپلز پارٹی)

○ جبکہ بے نظیر اور زرداری کے جیالے و متوالے تو یہ "نیک کام" گھر بیٹھے بٹھائے ہی کر گزرتے تھے۔

☆ ملک کو ایک دو ماہ میں ظالم حکمرانوں سے نجات دلا دیں گے۔ (قاضی حسین احمد)

○ قاضی صاحب یہ مدت تو بہت زیادہ ہے' اس میں تھوڑی سی کمی کر دیں تو ہم سب کا بھلا ہو جائے گا!

☆ پولیس کو غلط کاریوں پر معاف نہیں کیا جائے گا۔ (صوبائی وزیر افضال گیلانی کا اعلان)

○ بلکہ انہیں حسب روایت "اس حسن کار کردگی" پر نقد انعام اور ٹرافیاں بھی دی جائیں گی۔

☆ اسلام آباد کی طرح لاہور' فیصل آباد اور راولپنڈی کو "کیٹل فری" شہر قرار دینے کا فیصلہ۔ (ایک خبر)

○ کیا ان جانوروں میں گھوڑا بھی شامل ہو گا جسے عرف عام میں یار لوگ "HORSE" کے نام سے خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔

☆ امریکہ کی توجہ سے جنوبی ایشیا کے حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ (وزیر اعظم میاں نواز شریف)

○ گویا ~ ہم کو ان سے وفا کی ہے امید' جو نہیں جانتے وفا کیا ہے!

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک نہایت مؤثر اور جامع خطاب

مثیلِ عیسیٰؑ ـ ـ ـ علیؓ مرتضیٰؓ

شائع کردہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶' شمارہ ۳۳
سالانہ زر تعاون ـ /۱۳۵ روپے
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱۔۰۳
معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی خبریں

مولانا مودودی کی برسی خاموشی سے گزر گئی

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی کی ۱۸ویں برسی گزشتہ روز نہایت خاموشی کے ساتھ گزر گئی۔ اس سلسلے میں کہیں پر بھی کوئی تعزیتی تقریب منعقد نہیں کی گئی۔ جماعت اسلامی اور اس کی ذیلی تنظیمی اسلامی جمعیت طلبہ کی طرف سے بھی کوئی تقریب' سیمینار اور قرآن خوانی کی تقریب منعقد نہیں کی گئی اور مکمل خاموشی اختیار کی گئی جس کی وجہ سے جماعت اسلامی کے نئے کارکنوں کو جنہیں چند روز قبل جماعت اسلامی میں شامل کیا گیا انہیں بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آج مولانا مودودی کی برسی ہے۔ قومی اور صوبائی سطح پر جماعت اسلامی کے عہدیداران کی طرف سے بھی مکمل خاموشی اختیار کی گئی اور اس سلسلے میں کوئی پمفلٹ' ہینڈ آؤٹ یا قومی اخبارات کے ذریعے اطلاع فراہم نہیں کی گئی۔ حالانکہ جماعت اسلامی نے ہمیشہ یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بانی جماعت مولانا مودودی کے افکار و نظریات لوگوں تک پہنچنے چاہئیں۔ لیکن موجودہ برسی پر کوئی بھی عملی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ (خبریں' ۲۳ ستمبر)

جنرل دوستم' جنرل عبدالمالک اور کمانڈر مسعود نے بڑے حملے کی تیاری شروع کر دی

طالبان کے ہاتھوں مزار شریف کے محاذ پر پے در پے شکستوں کے بعد طالبان مخالف اتحاد کے تمام فریقوں نے ایک بڑا حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ ازبک جنرل دوستم کی جنرل عبدالمالک سے صلح کے بعد کمانڈر مسعود سے صلح مشورے سے یہ تمام گروپ اپنی صفیں درست کر کے طالبان کا اقتدار ختم کرنے کے لئے سرکاری فوجوں پر زبردست حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس دوران مختلف محاذوں کے علاوہ جنگ کی تازہ رپورٹوں کے مطابق گزشتہ شب مخالف اتحاد کی فوجوں نے طالبان ملیشیا پر جو حملہ کیا تھا طالبان نے وہ بھی پسپا کر دیا ہے۔ اس حملے میں شکست کے باعث حریف فوجوں کو بھاری جانی اور مالی نقصان بھی پہنچا ہے۔ (نوائے وقت' ۲۷ ستمبر)

بھارت سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرے گا' ○ گجرال

بھارت کے وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے اعلان کیا ہے کہ ان کا ملک ایٹمی تجربات پر پابندی کے باہمی معاہدے یعنی سی ٹی بی ٹی پر کسی صورت دستخط نہیں کرے گا۔ انہوں نے اپنی حکومت کے اس موقف سے اپنے غیر ملکی دورے کے دوران وہاں کی حکومتوں کو اچھی طرح آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے امریکہ اٹلی اور تنزانیہ کے نو دن کے دورے سے جمعہ کو نئی دہلی واپس پہنچ کر اخباری نمائندوں کو بتایا کہ میں نے اس دورے کے دوران یہ بات واضح کر دی ہے کہ ہم سی ٹی بی ٹی پر ہرگز دستخط نہیں کریں گے۔ مسٹر اندر کمار گجرال نے کہا کہ میں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے بھی بھارت کا یہ موقف دہرایا کہ ہم سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کریں گے۔ واضح رہے کہ بھارتی حکومت اس بین الاقوامی معاہدے کی اس وجہ سے مخالف ہے کہ بقول اس کے یہ ایک امتیازی معاہدہ ہے جس میں موجودہ ایٹمی طاقتوں کی طرفداری کی گئی ہے۔ انہوں نے اٹلی کے وزیر اعظم اور پوپ پال ثانی سے بھی ملاقاتیں کیں۔ اس کے علاوہ اس معاہدے میں عالمی سطح پر ایٹمی ہتھیار تلف کرنے کا کوئی واضح ٹائم ٹیبل نہیں دیا گیا۔ بھارتی دوردرشن ٹی وی کے مطابق بھارتی وزیر اعظم نے صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ صدر کلنٹن سے ملاقات میں اگنی اور پرتھوی میزائل کا معاملہ زیر بحث نہیں آیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میری کلنٹن سے ملاقات اور پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ (خبریں' ۲۷ ستمبر)

جنگ نہ کرنے کا معاہدہ: بھارت کے جواب کا انتظار ہے ○ مشاہد حسین

وفاقی وزیر اطلاعات و فروغ ابلاغ عامہ مشاہد حسین نے کہا ہے کہ پاکستان کی طرف سے بھارت کو جنرل اسمبلی کے پلیٹ فارم سے عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش پورے خلوص کے ساتھ کی گئی ہے اور ہمیں بھارت کی طرف سے اس پیشکش کے جواب کا انتظار ہے۔ ہمیں امید ہے کہ بھارت اس کا مثبت جواب دے گا۔ بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ پاکستان میں انسداد دہشت گردی کا قانون حالات کی مجبوری اور وقت کے تقاضے کے تحت بنایا گیا ہے۔ جونہی حالات درست ہوئے اس قانون کو ختم کر دیا جائے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اگر انہی حالات میں بے نظیر حکومت من و عن ایسا قانون بنا دیتی تو کیا مسلم لیگ اس کی حمایت کرتی؟ انہوں نے اس سوال کو بے معنی قرار دیا۔ (نوائے وقت' ۲۸ ستمبر)

قوم اپنا مقدر اپنے ہاتھ میں لے ○ صدر لغاری

صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے پاکستان کے موجودہ نصاب تعلیم اور تعلیمی نظام پر سخت عدم اطمینان کا اظہار کیا اور کہا ہے کہ لادین تعلیم ہمارے قومی وقار اور اخلاقی معیار میں مزید انحطاط کا باعث بنے گی۔ انہوں نے تعلیم کو قومی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور وفاقی اور صوبائی سطح پر تعلیمی شعبے کے لئے زیادہ رقوم مختص کرنے پر زور دیا۔ صدر نے کہا کہ تعلیم کبھی بھی اقدار سے بیگانہ چیز نہیں رہی۔ تعلیم فہم و دانش کے خزانے' تاریخ سے حاصل ہونے والے اسباق' آئیڈیالوجی کے نظام اقدار اور تہذیبی اقدار کو منتقل کرنے کے عمل کا نام ہے۔ صدر نے کہا کہ ہمارا تعلیمی نظام و نصاب ان مقاصد کے حصول میں بری طرح ناکام رہا۔ پاکستان کے لئے مطلوب شہری اور اچھے انسان اسلامی اقدار اور اصولوں پر مبنی نظام تعلیم ہی کے ذریعے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ (جنگ' ۳۰ ستمبر)

کوفی عنان اور کلنٹن کو بے نظیر کے خطوط سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیئے گئے

سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کے بارے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان اور امریکہ کے صدر کلنٹن کو لکھے گئے خطوط کو چیلنج کرتے ہوئے عدالت عظمیٰ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ملکی سلامتی اور بقا کے خلاف ان اقدامات کا نوٹس لے۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے ایڈیشنل سیکرٹری محمد اکرم چودھری کی طرف سے دائر کی گئی رٹ درخواست میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ بے نظیر بھٹو نے ملکی آئین اور قانون کو بائی پاس کر کے کوفی عنان اور بل کلنٹن کو خطوط لکھے جن میں پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر سلامتی کونسل اور امریکہ انتظامیہ سے فوری نوٹس لینے اور اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ یہ اقدام ملکی سلامتی اور بقا کے صریحاً خلاف ہے اور بے نظیر کا یہ خط پاکستان کے خلاف منظم مہم کا حصہ ہے۔ (جنگ' یکم اکتوبر)